بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا (سورہ احزاب ۳۳)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے
اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنز الایمان)

اہل بیت اطہار

قرآن و حدیث اور اقوال سلف کی روشنی میں

از

مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی

مولانا اختر حسین فیضی مصباحی

مکتبہ عزیزیہ، عزیز نگر مبارکپور اعظم گڑھ

سلسلۂ اشاعت (۳)

○ اہل بیت اطہار قرآن وحدیث اور اقوال سلف کی روشنی میں

تحریر: ○مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی ○مولانا اختر حسین فیضی مصباحی
سال اشاعت: ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء
ضخامت: ۹۶ - صفحے
قیمت:
کمپوزنگ: محمد زاہد اختر، 8604557108
ناشر: مکتبہ عزیزیہ، عزیز نگر، مبارک پور اعظم گڑھ 276404

Publisher:
Maktaba Azizia,
Aziz Nagar, Mubarakpur Azamgarh u.p
Pine:276404
Contact:8604557108
Email:mdzahidakhtar4@gmail.com

فہرست

❶ اہل بیت اطہار قرآن وحدیث کی روشنی میں

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فضائل اہل بیت	۹	مرج البحرین کی ایک تفسیر	۲۰
ذکر اہل بیت قرآن میں	۱۰	اہل بیت کی سخاوت	۲۰
آیت تطہیر	۱۰	آیت درود اور اہل بیت	۲۲
آیت مباہلہ	۱۲	**ذکر اہل بیت احادیث میں**	۲۴
حضور کی صاحب زادیوں کی تعداد	۱۵	حدیث ثقلین	۳۶
اہل بیت حبل اللہ ہیں	۱۶	حضرت اسامہ کی اہمیت نگاہ....	۵۴
آیت مودت	۱۷	سادات پر زکات حرام ہے	۵۴

❷ اہل بیت اطہار سلف صالحین اور مشائخ کی نظر میں

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اہل بیت کا ادب واحترام	۶۴	سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۰
اقوال وارشادات	۶۷	مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۱
سید الصحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۷	مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۲
ائمۂ اربعہ اور حب اہل بیت	۶۸	شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۲
حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۶۹	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۳
امام احمد بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۶۹	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۳
امام ابوسعید مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۰	امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۳
شیخ محمد بن عطیہ حارثی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۷۰	مفتی محمد جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ	۷۵

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
واقعات وحکایات	۷۶	سید زادے کے ساتھ ناگواری اور..	۸۳
حضرت عمر فاروق اور تکریم امام.....	۷۶	**منظوم خراج عقیدت**	۸۵
عمر بن عبد العزیز اور نبیرۂ امام حسن	۷۷	امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸۵
جعفر بن سلیمان اور امام مالک	۷۸	حضرت ابو الحسن بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸۸
اہل بیت کی حاجت براری اور.......	۷۸	شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸۹
تیمور لنگ اور آل نبی کی محبت کا صلہ	۷۹	ابو فراس فرزدق شاعر عرب	۹۰
اہل بیت کی خدمت اور مجوسی غلام..	۸۰	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۹۴
قاہرہ کا گورنر اور ایک آل رسول مؤذن	۸۲	امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۹۵
اہل بیت کی خصوصیت	۸۲	حضرت حسن رضا حسنؔ بریلوی	۹۵

حرف ابتدا

اہل بیت اطہار کا مقام و مرتبہ بہت بلند و بالا ہے، قرآن و حدیث میں جس کے شواہد موجود ہیں، ان کی ادنیٰ گستاخی بہت بڑے خسارے کا سبب ہے، ان کی محبت میں خدا اور رسول کی محبت پنہاں ہے، حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی۔ (رواہ الترمذی، مشکاۃ ۲/ ۵۷۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے محبت رکھو اس لیے کہ وہ تمھیں رزق عطا کرتا ہے اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہل بیت سے تو ٹوٹ کے محبت کی جائے اور باقی صحابۂ کرام کی شان میں گستاخیاں روا رکھی جائیں، ہمارا مذہب اس کی قطعًا اجازت نہیں دیتا، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشمول اہل بیت عام صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی، فمن احبھم فبحبی احبھم، ومن ابغضھم فببغضي ابغضھم، ومن آذاھم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذی اللہ، ومن آذی اللہ فیوشكُ ان یاخذہ“— عن عبد اللہ بن مُغفّل رضی اللہ عنہ. رواہ الترمذی— (مشکاۃ المصابیح: ۲/ ۵۵٤)

حضرت عبد اللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد تم انھیں نشانۂ ملامت نہ بناؤ؛ اس لیے کہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی تو میری دشمنی کی وجہ سے دشمنی رکھی، جس نے انھیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی گویا کہ اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی، جس نے اللہ کو اذیت دی تو اس کے لیے اللہ کی گرفت قریب ہے۔

ان احادیث سے واضح ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ساتھ تمام صحابۂ کرام کی محبت ایمان کا

لازمہ ہے، اگر کسی نے صرف اہل بیت سے محبت رکھی اور باقی صحابہ سے عداوت یا تمام صحابہ سے محبت رکھی اور اہل بیت سے دشمنی تو ایسا شخص آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا اور رب کریم کے غضب کا مستحق ہے، اسی تناظر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت محبت اہل بیت کی کشتی پر سوار ہیں اور اصحاب نبی کے نجم ہدایت سے رہ نمائی حاصل کرتے ہیں تو ہم قیامت کی ہولناکیوں سے نجات حاصل کرنے، جہنم سے بچنے، جنت کے اعلیٰ مقامات حاصل کرنے اور دائمی نعمتوں کے حصول کی امید رکھتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، للملا علی القاری، ۱۰/ ۵۵۳)

اس لیے ضروری ہے کہ دل میں ان نفوس قدسیہ کی محبت بسا کر جذبۂ پیروی کے ساتھ یہ کتاب مطالعہ کی جائے تاکہ دنیا و آخرت میں سرخ روئی حاصل ہو۔

زیر نظر پیش کش اہل بیت اطہار کے مقام و مرتبہ اور فضائل و مناقب پر دو مضامین کا مجموعہ ہے:

۱۔ ”اہل بیت اطہار قرآن و حدیث کی روشنی میں“ یہ مضمون مصلح ملت حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی مدظلہ العالی رکن المجمع الاسلامی مبارک پور کے ذمے دار قلم کا جواہر پارہ ہے، فضائل اہل بیت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں جس دل نشیں انداز میں آپ نے خامہ آرائی فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

۲۔ ”اہل بیت اطہار سلف صالحین اور مشائخ کی نظر میں“ یہ تحریر ناچیز اختر حسین فیضی مصباحی کی خامہ فرسائی کا نتیجہ ہے جس میں صاحبان فضل و کمال کے اقوال و ارشادات، واقعات و حکایات اور منظومات شامل ہیں۔

یہ دونوں مضامین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے علمی ترجمان ”اہل سنت کی آواز“ کے لیے لکھے گئے تھے جو اس کے خصوصی شمارے ”اہل بیت اطہار“ جلد: ۲، مجریہ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۳ء میں شامل ہیں۔

افادۂ عام کی غرض سے یہ دونوں مضامین قدرے حذف و اضافے کے ساتھ بنام ”اہل بیت اطہار قرآن و حدیث اور اقوال سلف کی روشنی میں“ کے نام سے یکجا شائع کیے جا رہے ہیں، امید ہے کہ یہ مجموعہ ”اہل بیت اطہار“ کے تعلق سے خاصی معلومات پیش کرے گا۔

۱۱/ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ
۱۴/ ستمبر ۲۰۱۶ء، چہار شنبہ

اختر حسین فیضی مصباحی
استاد جامعہ اشرفیہ مبارک پور

اہل بیت اطہار

قرآن وحدیث کی روشنی میں

از

مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی
رکن المجمع الاسلامی مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العزیز العلیم الستار والصلاۃ والسلام علی النبی المختار وعلی آلہ و
اہل بیتہ الأطہار واصحابہ الأخیار

فضائل اہل بیت

(قرآن اور حدیث کی روشنی میں)

یہ امر بدیہی ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے، اس کے خویش و اقارب اور اعوان و انصار سے بھی ضرور محبت کرتا ہے اور یہ فطرت کا بھی تقاضا ہے اور اسلام بھی یہی کہتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کا بھی یہی حکم ہے۔

ایک بندے کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہونی ہی چاہیے اور اللہ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے نبیوں اور ولیوں سے بھی محبت ہو اور جب نبی سے محبت ہوگی تو نبی کے آل و اصحاب سے بھی محبت لازمی ہے، بلکہ ایک مومن کو تو ہر اس چیز سے محبت ہونی چاہیے، جسے نبی سے نسبت ہو، اور آل نبی کو تو خصوصی نسبت بلکہ جزئیت کا شرف حاصل ہے، لہٰذا ان کے اندر الگ سے کوئی خصوصیت اور فضیلت نہ بھی ہوتی تو محض جزئیت مصطفی ہی محبت و عقیدت کے لیے کافی تھی، لیکن یہاں تو آل نبی سے محبت کا حکم بھی ہے اور امت پر ان کے بے پایاں احسانات بھی ہیں، لہٰذا ان سے محبت حق العبد بھی ہے، حق اللہ بھی ہے اور حق الرسول بھی۔

ذیل میں قرآن پاک اور حدیث رسول کی روشنی میں اہل بیت اور آل نبی کے مقام و مرتبے اور ان سے محبت و مودت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

ذکر اہل بیت قرآن میں

①آیت تطہیر

سورہ احزاب میں ازواج مطہرات کو ہدایت و ارشاد کے ضمن میں فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجس اَہۡلَ البَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا(۱)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔ (کنز الایمان)۔

یعنی اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم اپنے کو گناہوں کی نجاست سے آلودہ نہ کرو، اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اہل بیت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا، علی مرتضیٰ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں، آیات واحادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، ان آیات میں (جو پہلے گزریں) اہل بیت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیز گاری کے پابند رہیں، گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا، کیوں کہ گناہوں کا مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے، اس طرز کلام سے مقصود یہ ہے کہ ارباب عقول کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقویٰ و پرہیز گاری کی ترغیب دی جائے۔ (تفسیر خزائن العرفان)۔

ایک خاص فرقہ اس آیت میں ازواج مطہرات کو داخل نہیں مانتا اور طرح طرح کی موشگافیاں کرتا ہے، اہل علم نے ان کا مسکت جواب دیا ہے، اس کے لیے تحفہ اثنا

---

(۱)الاحزاب:۳۳/ ۳۳

عشریہ اور الصواعق المحرقہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے، نہایت اجمال کے ساتھ عرض ہے کہ ہمارے محاورے میں اہل خانہ بیوی کو کہتے ہیں اور اہل خانہ کا ترجمہ اہل بیت ہے، عربی میں بھی اہل الرجل کو اہل الدار اور اہل البیت کہتے ہیں، اردو میں گھر والی بولتے ہیں لہٰذا سیاق کلام سے پتا چلتا ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں اور ہمارے محاورے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اب رہا یہ سوال کہ مولیٰ علی، فاطمہ زہرا اور حسنین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اہل بیت میں شامل ہیں یا نہیں، تو ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک ازواج مطہرات کے ساتھ مولائے کائنات، سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اہل بیت ہیں، جن روایات سے ان کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے ان کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں خصوصی طور پر اہل بیت فرمایا ہے، ورنہ محاورے کے لحاظ سے ان کا شمار اہل بیت میں نہ ہوتا، اور سرکار کے ارشاد سے اب یہ خصوصیت اس قدر رواج پذیر ہوئی کہ مطلق اہل بیت بولنے سے اب یہی حضرات مخصوصین کی طرف ذہن کا تبادر ہوتا ہے، لیکن ان روایات کی بنیاد پر حقیقی اہل بیت یعنی ازواج مطہرات کو خارج ہر گز نہیں کیا جاسکتا۔

ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے عباے پاک کے سایہ میں علی و فاطمہ وصاحبزادگان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے لینے میں حکمت یہ ہے کہ نسب عرب میں باپ سے چلتا ہے غالبا دیگر ممالک میں بھی یہی دستور ہے، ماں سے نسب نہیں چلتا ہے، اس قاعدے سے حسنین پاک کو اولاد ابو طالب اور نسل ابو طالب میں شمار ہونا چاہیے تھا، لیکن سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ آپ کا نسب پاک فاطمہ زہرا سے چلا اور ان کی اولاد کو سرکار نے اپنی اولاد فرمایا اور حضرت علی تو آقا کے گھر کے پروردہ ہی تھے اور فاطمہ زہرا تو جگر کا ٹکڑا ہی تھیں، لہٰذا آقا نے انہیں اور ان کی اولاد کو خصوصی اہل بیت کا درجہ دیا، حضور انہیں خاص نہ فرماتے تو یہ حضرات اہل بیت میں شمار نہ ہوتے، اتنی صاف سیدھی بات کو بھی بعض لوگوں نے

پیچیدہ بنا ڈالا اور قرآن میں معنوی تحریف کے مرتکب ہوئے، اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین

علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں بھی اسی بات کو بڑے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

واختلفت الاقوال فی اهل البیت والأولی ان یقال هم اولاده وازواجه والحسن والحسین منهم وعلی منهم لأنه کان من اهل بیته بسبب معاشرته ببیت النبی علیه السلام وملازمته للنبی۔(۱)

اہل بیت کے بارے میں اقوال مختلف ہیں اور بہتر یہ قول ہے کہ اہل بیت سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد وازواج ہیں اور حسن وحسین بھی انہیں میں ہیں اور حضرت علی بھی انہیں میں ہیں، کیوں کہ وہ بھی گھر والوں ہی میں ہیں کہ ان کا رہنا سہنا حضور علیہ السلام کے ہی گھر میں تھا اور آپ حضور ہی سے جڑے ہوئے تھے۔ (یعنی اپنے والد کے انتقال کے بعد حضور ہی کے ساتھ آپ اقامت پذیر اور زیر تربیت تھے)۔

میں کہتا ہوں اہل بیت کے بارے میں اس سے اچھی اور سچی بات اور نہیں کہی جاسکتی، ہاں حرمت صدقہ کے سلسلے میں ان کے علاوہ بنی عم (بنی عقیل بنی جعفر، بنی عباس، بنی حارث) بھی شامل ہیں جیسا کہ آگے اس کا بیان آتا ہے۔

مزید یہ کہ متداول تفاسیر میں ضیاء القرآن کو دیکھ لیا جائے مصنف نے آیت تطہیر اور اہل بیت کے تعلق سے بڑی عمدہ اور سنجیدہ بحث کی ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

② آیت مباہلہ:

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ○ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ○ فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡهِ مِنۡ بَعۡدِ

---

(۱) تفسیر الکبیر للرازی:۹، ص۱۶۸

مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ (۱)

عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فورا ہو جاتا ہے۔

اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا۔

پھر اے محبوب! جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمھیں علم آچکا تو ان سے فرما دو، آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمھاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمھاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ (کنز الایمان)۔

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان ان آیات کے پس منظر اور تفسیر میں فرماتے ہیں:

نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا، آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں؟ فرمایا: ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے ہیں جو کنواری بتول عذرا کی طرف القا کیے گئے، نصاری یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد! کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے؟ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ صرف بغیر باپ ہی کے پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے، تو جب انھیں اللہ کی مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟ (خزائن العرفان)۔

آگے فرمایا جاتا ہے کہ یہ رب عزو جل کی طرف سے بالکل حق ہے اس میں

---

(۱) آل عمران: ۳/ ۵۹ - ۶۱

شک نہیں کرنا چاہیے، لیکن نصاریٰ نے ماننے سے انکار ہی کیا اور حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا ہی کہتے رہے، تو رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ اگر اب بھی یہ جھگڑا کریں اور نہ مانیں تو ان سے مباہلہ کرو جس کی تفصیل یہ ہے۔

جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کو یہ آیت مباہلہ پڑھ کر سنائی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں پھر کل آپ کو جواب دیں گے، جب وہ جمع ہوئے تو انھوں نے اپنے سب سے بڑے عالم (پادری) اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا ”اے عبد المسیح آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا ”اے جماعت نصاریٰ تم پہچان جاؤ کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے، اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انھیں چھوڑو اور گھر لوٹ چلو“ یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ ہے، فاطمہ اور علی حضور کے پیچھے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا، نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا، اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے، ان سے مباہلہ نہ کرنا، ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر نصاریٰ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے، آخر کار انھوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کردیے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود

ہوجاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاریٰ ہلاک ہوجاتے۔ (خزائن العرفان)۔

حضور کی صاحبزادیوں کی تعداد

یہاں ایک سطحی اعتراض اور اس کا مسکت جواب بھی ملاحظہ کرلیں:

بعض لوگوں (اہل تشیع) نے یہاں یہ بات ثابت کرنے کی بے جا کوشش کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں ورنہ دوسری صاحبزادیاں بھی اس روز مباہلہ میں شرکت کرتیں، تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ تاریخ کی معتبر کتابوں (ناسخ التواریخ اور کافی وغیرہ) میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور اس روز خاتون جنت کا اکیلے تشریف لانا اس لیے تھا کہ باقی صاحبزادیاں انتقال فرما چکی تھیں۔ حضرت رقیہ نے ۲ ھ میں، حضرت زینب نے ۸ ھ میں اور حضرت ام کلثوم نے ۹ھ میں انتقال فرمایا، اور یہ واقعہ ۱۰/ ہجری کا ہے۔ علی ابیھن وعلیھن افضل الصلوۃ واطیب التسلیمات۔ (۱)

واقعہ مباہلہ میں حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جو فضیلت اور ان کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ اظہر من الشمس ہے، اس آیت کی تفسیر میں دیگر روایات کے ساتھ صحیح مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۲۷۸، کی وہ روایت بھی موجود ہے جس کے راوی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جس سے ثابت ہوا کہ آیت مباہلہ میں صحیح ترین روایت کے مطابق یہی حضرات اہل بیت مراد ہیں جن میں حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں، لیکن بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی فضیلت میں کوئی آیت نہیں جب تک کہ کوئی ضعیف یا موضوع حدیث کا سہارا نہ لیا جائے، یہ قول کاکوری کے مولوی عبد الشکور خارجی کا ہے جسے انھوں نے اپنی کتاب "خلفاے راشدین" میں درج کیا ہے، جو اہل بیت

---

(۱) تفسیر ضیاء القرآن: ۱/ ۲۳۸

اور مولیٰ علی سے بغض کی ایک واضح علامت ہے۔

اہل بیت حبل اللہ ہیں:

(۳) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا(۱)

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔

حضرت صدر الافاضل مفسر اعظم مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''حبل اللّٰہ'' کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے قرآن مراد ہے، مسلم کی حدیث میں وارد ہوا کہ قرآن پاک ''حبل اللّٰہ'' ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''حبل اللّٰہ'' سے جماعت مراد ہے اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کرلو کہ وہ ''حبل اللّٰہ'' ہے جس کو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکور)۔

اور یہی صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''سوانح کربلا''میں فرماتے ہیں:

ثعلبی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ آپ نے آیت ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا''کی تفسیر میں فرمایا کہ ہم (اہل بیت) حبل اللہ ہیں۔(۲)

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بعض مفسرین نے فرمایا کہ حبل اللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک ہے لہٰذا آل رسول کی غلامی ہدایت ونجات کا ذریعہ ہے اور بعض کے نزدیک ''حبل اللہ'' خود حضور

---

(۱) آل عمران: ۳/ ۱۰۳

(۲) سوانح کربلا، ص۵۰، مدینہ پبلشنگ، کراچی

ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جیسے کنویں میں گرا ہوا آدمی دی رسی پکڑ کر اوپر آتا ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ نیچے والے لوگ حق تک پہنچتے ہیں۔ (۱)

آیت مودت:

(۴) قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا (۲)

تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، مگر قرابت کی محبت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینۂ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمے مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں، تو انھوں نے آپس میں مشورہ کر کے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات یاد کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہت سا مال جمع کیا اور اس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی، ہم نے گمراہی سے نجات پائی، ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کے مصارف بہت زیادہ ہیں اس لیے ہم یہ مال خدام آستانہ کی خدمت میں نذر کے لیے لائے قبول فرما کر ہماری عزت افزائی کی جائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نے وہ مال واپس فرمادیے۔ (۳)

اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے کفار قریش میری دعوت پر ایمان نہیں لاتے تو کم از کم مجھے ایذا تو نہ دو میری قرابت کا خیال کرو یا میری قرابت ہی کی وجہ

---

(۱) تفسیر نور العرفان، ص۹۹، استقامت کانپور

(۲) الشوریٰ: ۴۲/ ۲۳

(۳) خزائن العرفان، درمنثور: ۵/ ۷۰۱

سے میری دعوت پر غور کرو اور یہ تو دیکھو کہ میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو بس اللہ پر ہے، اس صورت میں مخاطب کفار قریش ہیں۔

اور ایک تفسیر یہ ہے کہ میں اس تبلیغ دین پر تم سے کچھ اجر نہیں چاہتا ہاں یہ چاہتا ہوں کہ تم آپس میں اپنی قرابتوں کا لحاظ کرو رشتوں کو جوڑو، کاٹو نہیں، یعنی صلہ رحمی سے کام لو اور میرے قرابت داروں کو بھی نہ بھولو، اس میں مخاطب اہل ایمان ہیں۔

تیسری تفسیر وہی ہے کہ تقرب الی اللہ حاصل کرو یعنی "قربیٰ" سے تقرب مراد ہے۔

ہر ایک کی تائید احادیث سے ہوتی ہے تفصیل کے لیے در منثور للامام جلال الدین السیوطی اور دوسری تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے اس کی ایک تفسیر وہ ہے جو اخص اہل بیت یعنی پنج تن پاک سے متعلق ہے، اس کے کچھ شواہد ملاحظہ ہوں:

☆ ابو نعیم اور دیلمی نے بطریق مجاہد روایت کیا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے اس تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم اقربا میں رشتہ محبت رکھو، یعنی میرا لحاظ و پاس میرے اہل بیت میں کرو اور ان سے میری وجہ سے محبت کرو۔(۱)

☆ سعید بن جبیر، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں (سند ضعیف ہے اور فضائل میں ضعیف مقبول ہے) کہ جب آیت **قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى** نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا۔

یارسول اللہ من قرابتك هولاء الذين وجبت مودتهم قال: علی و فاطمة وولداها۔

یا رسول اللہ آپ کے قرابت والے وہ کون ہیں جن کی محبت واجب ہے؟ فرمایا: علی، فاطمہ اور اس کے دونوں بیٹے۔(۲)

---

(۱) تفسیر درمنثور: ۵/ ۱۰۷، سورہ شوریٰ

(۲) درمنثور- ۵/ ۱۰۷

حضرت سعید بن جبیر کے سامنے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول: قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ سے کیا مراد ہے؟ تو جھٹ سعید بن جبیر نے فرمایا۔ اس سے مراد آل محمد ہیں، تو ابن عباس نے فرمایا اے سعید تم نے جلدی کی، قریش کی ہر شاخ میں حضور کی قرابت تھی، تو اس قول کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے اور تمھارے درمیان جو قرابت ہے اس کا لحاظ کرو اسے کاٹو نہیں بلکہ جوڑو۔ (۱)

یعنی حضرت سعید بن جبیر کے نزدیک آل رسول مراد ہیں اور حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق اس سے خاندان قریش کے تمام ہی قرابت دار مراد ہیں۔

☆ ابن یزید نے ابو الدیلم سے روایت کیا کہ جب حضرت علی بن حسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کربلا سے) قیدی بنا کر لائے گئے اور دمشق کے راستے پر ایک جگہ قیام کیا، تو ایک شامی اٹھا اور کہا: خدا کی حمد کہ تم لوگوں کو مار ڈالا اور تمھارا قلعہ قمع کیا (معاذ اللہ) تو حضرت امام زین العابدین (علی بن حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ کہا: ہاں، پھر کہا کیا تو نے آل حٰمٓ پڑھا؟ کہا نہیں، پھر فرمایا: کیا تو نے قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ نہیں پڑھا؟ کہا کیا تمھیں لوگ ہو جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، حضرت امام نے فرمایا: ہاں (ہم ہی ہیں)۔ (۲)

☆ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی وہ آیت مودت کے آخری ٹکڑے "ومن یقترف حسنة نزد له فیها حسنا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں حسنة (نیکی) سے مراد محبت آل محمد ہے (صلی اللہ تعالیٰ علی محمد و آله و صحبه) (درمنثور، ایضا)۔

---

(۱) بخاری شریف، ج۱/ ۲۹٦، ج۲/ ۷۱۳ حدیث ٤۸۱۸

(۲) تفسیر درمنثور: ۵/ ۷۰۱)، سورہ شوری

اگرچہ اکثر مفسرین نے "حسنہ" کو عام رکھا ہے لیکن مودت آل نبی یا قرابت رسول کو بھی اس میں شامل کیا ہے اور خصوصیت کے لیے بھی قرینہ موجود ہے کہ اس سے متّصل ہی مودت قربی کا ذکر ہے۔

مرج البحرین کی ایک تفسیر:

(۵) مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ○ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (۱)

اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا، (کنز الایمان)۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ۔ (۲)

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے ابن مردویہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت در منثور میں یہ نقل کی ہے کہ البحرین (دو سمندر) سے مراد حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، اور اللولو والمرجان سے مراد حضرات امام حسن و امام حسین ہیں۔ (۳)

اہل بیت کی سخاوت:

(۶) وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ⑧ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ⑨. الآیۃ۔ (۴)

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں

---

(۱) سورہ رحمن: ۵۵/ ۱۹-۲۰

(۲) سورہ رحمن/ ۲۱-۲۲

(۳) درمنثور: ٦/ ۱۹۵

(۴) سورۃ الانسان، الدھر ۷٦/ ۸-۹

ہم تمھیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلا یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔ (کنز الایمان)۔

یعنی کھانے کی چاہت اور محبت ہے اس کے باوجود ضرورت مندوں کو کھلاتے ہیں، یا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کی محبت اور اس کی رضا کی خاطر کھلاتے ہیں۔

اس کے پہلے کی آیت یہ ہے يُوفُونَ بِالنَّذْ رُ وَ يَخَافُونَ يَوماً كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيرًا (اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلتی ہوئی ہے،(کنز الایمان)۔

یعنی قیامت کے دن سے جس کی سختی اور شدت بڑی طویل ہے۔

حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس آیت کا نزول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کنیز فِضّہ کے حق میں ہوا، (واقعہ یہ ہے کہ) حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر (منت) مانی اللہ تعالیٰ نے صحت دی، نذر کی وفا (پورے کرنے) کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (یہ ایک پیمانہ ہے) جو لائے، حضرت خاتون جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین، ایک روز یتیم، ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔ (خزائن العرفان)۔

امام جلال الدین سیوطی در منثور میں ابن مردویہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اس آیت میں اسیر کے معنی مملوک (غلام) اور قیدی دونوں مراد ہوسکتے ہیں،

تفاصیل تفاسیر میں ملاحظہ ہوں۔

بعض مفسرین نے اس واقعہ کی تضعیف کی ہے اور روایت و درایت دونوں اعتبار سے اس پر کلام کیا ہے اس واقعے کو درایت کے خلاف بتانا مقام اہل بیت اور سیرت و اخلاق اہل بیت سے ناواقفیت کی دلیل ہے، اگر ہر محیر العقول واقعہ کو درایت کے خلاف سمجھ کر رد کردینے کا یہ طریقہ روا رکھا جائے گا تو ہزاروں ان واقعات کا انکار کرنا پڑے گا جن کا ذکر احادیث میں موجود ہے، اور کسی روایت کو ضعف کی وجہ سے رد کرنا کس طرح درست نہیں کہ ضعیف روایایت فضائل میں مقبول ہیں۔

⑦آیت درود اور اہل بیت:

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾(۱)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔(کنز الایمان)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا ہم کو حضور نے سلام کا طریقہ بتا دیا ہے یعنی التحیات میں السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و برکاته، لیکن آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں؟ تو سرکار نے ارشاد فرمایا: یوں کہو۔

اللھم صلّ علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید. اللھم بارك علی محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علی آل ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید۔

یہ روایت کعب بن عجرہ کی ہے، اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں

---

(۱) الاحزاب:۳۳/ ۵٦

اتنا اضافہ ہے۔ اللھم صلّ علی محمد عبدك ورسولك۔ (۱)

کتاب الدعوات بخاری جلد ۲، ص ۹۴۰، باب الصلوٰۃ علی ﷺ میں بھی یہ دونوں روایتیں موجود ہیں، اور ہر ایک دوسرے سے کچھ فرق کے ساتھ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تو صرف حضور ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم دیا تھا لیکن سرکار اقدس ﷺ نے صحابہ کرام کے استفسار پر اپنے ساتھ، اپنی آل پاک پر بھی صلوٰۃ اور دعاے برکت کا حکم دیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اہل بیت سے جدا نہیں اور نہ اہل بیت حضور سے، گویا یہ حدیث آیت درود کی تفسیر ہے۔

اس سے اہل بیت اطہار کے مقام و مرتبے کا پتا چلتا ہے اور یہ بھی کہ سرکار ﷺ کو اپنی آل سے کس قدر محبت ہے کہ اپنے ساتھ اپنی آل کو بھی درود میں شامل فرما دیا، اب قیامت تک جب بھی درود خصوصًا درود ابراہیمی پڑھا جائے گا حضور کے ساتھ آپ کی آل پر بھی درود پڑھا جائے گا۔

اس مضمون کی احادیث اور دیگر صحابہ سے بھی مروی ہیں، بعض روایات میں آل کے ساتھ ازواج اور ذریت کے الفاظ بھی آئے ہیں، اختصار کے پیش نظر انھیں مذکورہ روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے، فضائل اہل بیت پر آیات اور بھی ہیں صاحب الصواعق المحرقہ نے پندرہ آیات کا ذکر کیا ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری، ج۲/ ۷۰۹- کتاب التفسیر مجلس برکات

ذکر اہل بیت احادیث میں

احادیث پاک میں حضور اکرم ﷺ نے اہل بیت کرام کے فضائل ومقامات خوب خوب بیان فرمائے ہیں، اور ان کی محبت و مودت کا حکم دیا ہے، یوں ہی صحابہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی ان کی شان میں بڑے پاکیزہ اور احترام آمیز کلمات ارشاد فرمائے ہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور احترام و اکرام کا برتاو کیا ہے، جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے، اس سلسلے کی احادیث تو بہت ہیں، ہم یہاں بطور اختصار ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے ہمارے قلوب میں محبت اہل بیت کی جو شمع روشن ہے، وہ اور بھی تیز ہوجائے گی، اور دشمنان اہل بیت کے مکر و کید سے بھی حفاظت ہوتی جائے گی۔ اب احادیث مطہرہ ملاحظہ کریں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں:

① عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: احبو اللہ لما یغذوکم من نعمہ و احبونی بحب اللہ و احبو اھل بیتی لحبی۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمھیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور مجھ سے اللہ کی محبت کے سبب محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن فرمایا۔ (۲)

---

(۱) رواہ الترمذی فی المناقب والحاکم فی المستدرک

(۲) سنن ترمذی کتاب المناقب ۲/ ۲۲۰ - مجلس برکات مبارک پور، مستدرک

اس حدیث پاک میں محبت اہل بیت کے حکم کے ساتھ محبت کا فلسفہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی سے کیوں محبت کی جائے۔

② عن ابن عمر عن ابی بکر رضی اللہ عنہما قال: ارقبوا محمدا فی اهل بيته۔ (۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاس و لحاظ ان کے اہل بیت میں کرو۔

یعنی اہل بیت کرام کا اعزاز و اکرام در اصل سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعزاز و اکرام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ تمام صحابہ کرام میں سب سے بڑا ہے لہٰذا ان کا یہ قول مبارک بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے، اور اس سے اہل بیت اطہار کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

③ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور ارشاد ملاحظہ ہو۔

والذی نفسی بیدہ لقرابة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب إلی ان اصل من قرابتی۔ (۲)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

④ محمد بن زیاد نے کہا، میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نا انھوں نے فرمایا:

اخذ الحسن بن علی تمرة من تمر الصدقة فجعلها فی فیه فقال النبی

حاکم: ۳/ ۱۶۲ نمبر ۴۷۱۶، شعب الایمان بیہقی ۱/ ۳۶۶ نمبر ۴۰۸

(۱) ج ۱، ۵۲۶، ۵۳۰، مجلس برکات مبارک پور - صحیح بخاری: باب فضائل اصحاب النبی حدیث ۳۷۱۳ ص ۶۲۶ دار السلام ریاض

(۲) صحیح بخاری حدیث، ۳۷۱۲، ج ۱، ص ۵۲۶، مجلس برکات

كخ كخ ليطرحها ثم قال اما شعرت انا لا ناكل الصدقة۔ (۱)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (بچپن کے عالم میں) صدقہ کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: کخ کخ (چھی چھی) تاکہ وہ منہ سے نکال دیں۔ پھر فرمایا: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ہم (اہل بیت) صدقہ نہیں کھاتے۔

اس سے بھی آل رسول کی پاکیزگی اور مقام کی بلندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے لیے شریعت نے صدقہ و زکات کو حرام قراردے دیا ہے، کیوں کہ یہ مال کا میل ہوتا ہے جو ان پاکیزہ نفوس کے لیے ہر گز مناسب نہیں۔

⑤ ابن ابی نعیم نے کہا: میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا، جب ان سے ایک عراقی مسلمان نے پوچھا کہ ”مُحْرِم (احرام والا) اگر مکھی کو مار ڈالے تو کیا حکم ہے؟ تو فرمایا: عراق والے مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے (یعنی بڑے متقی بنتے) ہیں حالانکہ انھوں نے۔

قتلوا ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال النبي صلى الله عليه وسلم هما ريحانتاي من الدنيا۔

بنت رسول (فاطمہ زہرا) کے لاڈلے (امام حسین) کو شہید کردیا، جب کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن وحسین دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔ (۲)

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام واقعۂ کربلا سے کس درجہ متاثر تھے کہ ایک عراقی نے مسئلہ پوچھا تو آپ نے مدینہ میں ہوکر واقعۂ کربلا اور شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چھیڑ دیا اور اہل عراق کے مظالم بیان کر کے ان کی مذمت کی، جب کہ سائل، گمان غالب یہی ہے قاتلین میں سے نہ تھا، ورنہ مکھی مارنے کا مسئلہ نہ پوچھتا۔

---

(۱) صحیح بخاری: ۱/ ۲۰۲. زکوٰۃ

(۲) صحیح بخاری: ۱/ ۵۳۰- مناقب الحسن والحسین

⑥ عن العباس بن عبد المطلب قال کنا نلقی النفر من قریش وهم یتحدثون فیقطعون حدیثهم فذکرنا ذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما بال اقوام یتحدثون فاذا رأوا الرجل من اهل بیتی قطعوا حدیثهم والله لا یدخل قلب رجل الإیمان حتی یحبهم لله ولقرابتهم منی۔ (۱)

حضرت عباس بن عبد المطلب (حضور کے چچا) سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ قریش کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں، تو وہ بات کرتے کرتے رک جاتے ہیں، تو اس کا ذکر ہم نے حضور اقدس ﷺ سے کردیا، سرکار نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ بات کرتے ہوتے ہیں پھر جب میرے اہل بیت سے کوئی ان کے پاس سے گزرتا ہے تو اپنی بات بند کردیتے ہیں۔ خدا کی قسم کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان نہیں داخل ہوسکتا، جب تک کہ میرے اہل بیت سے اللہ کے لیے اور میری قرابت داری کے سبب محبت نہ کریں۔

اس حدیث کو احمد، نسائی، حاکم اور بزار نے بھی نقل کیا ہے۔ یہ حدیث پاک اہل بیت اطہار کی اہمیت و فضیلت خوب اجاگر کرتی ہے کہ سرکار ﷺ نے قسم کھاکر فرمایا کہ ”اہل بیت کی محبت کے بغیر کوئی ایمان دار نہیں ہوسکتا“ اور پھر ان سے محبت کے لیے فرمایا کہ ”اللہ کے لیے اور میری قرابت داری کا پاس و لحاظ کے سبب ان سے محبت کی جائے“ یعنی اہل بیت سے محبت، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کی علامت ہے۔

اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور کے عم محترم (چچا) ہیں وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔

⑦ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال سمعت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول علی هذا المنبر ما بال رجال یقولون ان رحم رسول

---

(۱) سنن ابن ماجہ ص۱۳- باب فضل عباس بن عبد المطلب

الله لا تنفع قومه يوم القيمة: بلى والله ان رحمى موصولة فى الدنيا والآخرة۔ (۱) الحديث

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے سنا ہے: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا نسب یا رشتہ گا قیامت کے دن کام نہیں آئے گا، کیوں نہیں، اللہ کی قسم بے شک میرا نسبی رشتہ دنیا و آخرت میں ملا ہوا ہے۔ (یعنی نفع بخش ہے)۔

اس حدیث پاک میں حضور اکرم ﷺ کے نسب شریف میں طعن کرنے والوں کی کھلی مذمت ہے، اور یہ کہ سرکار اقدس ﷺ کا نسب شریف کا فائدہ دنیا و آخرت دونوں جہاں میں ملنے والا ہے۔

(۸) عن الحسن بن على رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: ألزموا مودتنا اهل البيت فانه من لقى الله وهو يودنا دخل الجنة بشفاعتنا والذى نفسى بيده لا ينفع عبدا عمله الا بمعرفة حقنا۔ (۲)

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: (اے لوگو!) ہم اہل بیت کی محبت کو لازم کرلو اس لیے کہ جو اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ وہ ہم (اہل بیت) سے محبت کرتا ہے، تو وہ ہماری شفاعت کے صدقے جنت میں جائے گا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، کسی شخص کو اس کا عمل اسی وقت فائدہ دے گا جب کہ وہ ہمارا حق پہچانے۔ یعنی ہماری اور ہمارے اہل بیت کی تعظیم و توقیر کرے اور محبت وحسن سلوک سے پیش آئے۔ (۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اہل بیت سے محبت کرے گا اسی کو شفاعت نصیب ہوگی

---

(۱) مسند امام احمد بن حنبل: ۳/ ۱۸، حدیث ۱۱۵٤

(۲) الطبرانی فی الاوسط: ۲/ ۳٦۰، حدیث ۲۲۳۰

(۳) الطبرانی فی الاوسط، ۲/ ۳٦۰ حدیث: ۲۲۳۰

اس لیے کہ اہل ایمان کے لیے محبت رسول کی طرح محبت آل رسول بھی ضروری ہے بلکہ شفاعت اسی پر موقوف ہے۔

⑨ عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رضی الله عنه عن ابیه قال، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه وأهلي احب الیه من اهله و عترتی احب الیه من عترته و ذاتی احب الیه من ذاته۔ (۱)

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ ایمان والا نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نفس سے زیادہ اسے محبوب نہ ہوجاؤں اور میرے اہل بیت اس کے اہل خانہ سے اس کے نزدیک محبوب تر نہ ہوجائیں اور میری عترت (اولاد) اسے اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے۔

⑩ عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه رفعه، اربعة انا لهم شفیع یوم القیامة المکرم ذریتی و القاضی لهم حوائجهم والساعی لهم فی امورهم عند ما اضطروا الیه والمحب لهم بقلبه ولسانه۔ (۲)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چار شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے روز جن کے لیے میں شفاعت کرنے والا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

۱- میری اولاد کی عزت و تکریم کرنے والا

۲- ان کی حاجتیں پوری کرنے والا

۳-ان کے معاملات کے لیے تگ و دو کرنے والا جب وہ مجبور ہوکر اس کے پاس آئیں۔

---

(۱) الطبرانی فی الاوسط ٦/ ٥٩. حدیث ٥٧٩٠

(۲) کنزل العمال للمتقی: ١٢/ ١٠٠، حدیث ٣٤١٨٠

۴-اور دل و جان سے ان سے محبت کرنے والا۔

اس حدیث میں آل رسول کی عزت و تکریم اور ان سے محبت کرنے والے کے لیے سرکار نے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ محب اہل بیت کا بہت بڑا اعزاز و اکرام اور انعام ہے۔

⑪ عن ابی مسعود الانصاری رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ من صلی صلاة لم یصل فیها علی و علی اهل بیته لم تقبل منه وقال ابو مسعود رضی الله عنه لو صلیت صلاة لا أصلی فیها علی محمد ما رأیت ان صلاتی تتم۔[1]

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور اس نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا، اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھوں، تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز کامل ہوئی۔

اس حدیث سے نماز میں درود شریف پڑھنے کی تاکید کا پتا چلتا ہے اور یہ کہ حضور کے ساتھ آل رسول پر بھی دورد شریف پڑھنا مطلوب ہے۔ ورنہ نماز کی قبولیت بہت خطرے میں پڑ جائے گی۔ احناف کے نزدیک نماز میں درود پڑھنا سنت ہے، جب کہ امام شافعی کے نزدیک واجب ہے۔

⑫ عن واثلة بن الأسقع رضی الله عنه قال خرجت انا أرید علیا رضی الله عنه فقیل لی هو عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فأممت إلیهم فاجدهم فی حظیرة من قصب رسول الله صلی الله علیه وسلم و علیاً و فاطمة و

---

(۱) سنن دار قطنی: ۱/ ۳۵۵- حدیث ۷۰۶ - سنن بیہقی: ۲/ ۵۳۰، ۳۹۴۹

حسنا و حسینا رضی اللہ عنهم قد جمعهم تحت ثوب فقال اللهم انك جعلت صلواتك و رضوانك علی و علیهم.(۱)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے ارداے سے باہر نکلا، تو کسی نے کہا کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں، تو میں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا جب میں وہاں پہنچا تو انھیں ایک احاطے میں پایا اس حال میں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک کپڑے کے نیچے جمع کر رکھا تھا، پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! بے شک تو نے اپنے درود اور اپنی رضا کو مجھ پر اور ان پر خاص کر دیا ہے۔

اس حدیث میں اس کا اشارہ ہے کہ حضور اکرم کے ساتھ درود شریف میں آل رسول کو بھی اللہ تعالیٰ نے شامل فرمایا ہے، جو اہل بیت رسول کی ایک بڑی خصوصیت ہے۔

(۱۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لأهل الارض من الغرق و اهل بیتی امان لأمتی من الاختلاف فاذا خالفتها قبیلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس.(۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے زمین والوں کو غرق ہونے (یعنی بھٹکنے) سے بچانے والے ہیں اور میرے اہل بیت، میری امت کو اختلاف سے بچانے والے ہیں اور جب کوئی قبیلہ عرب ان کی مخالفت کرتا ہے تو ان میں اختلاف پڑ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ شیطان کی جماعت ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں اہل بیت کی ایک بڑی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو امت

---

(۱) الطبرانی فی معجم الکبیر ٢٢/ ٩٥ - حدیث ٢٣٠

(۲) مستدرک حاکم: ٣/ ١٦٢، حدیث ٤٧١٥

کی ہدایت اور اختلاف سے نجات کا ذریعہ بنایا گیا ہے، یعنی اہل بیت سے جو محبت رکھے گا ہدایت پر رہے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ گمراہی کا شکار ہوجائے گا۔

⑭ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح علیه السلام من رکب فیها نجا و من تخلف عنها غرق.

⑮ وفی روایة عن عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنهما قال من رکبها سلم و من ترکها غرق۔⁽¹⁾

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے، جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہا غرق ہوگیا۔

اورایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ جو اس میں سوار ہوا وہ سلامتی پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ غرق ہوگیا۔

⑯ اسی کے مثل حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، لیکن اس میں اتنا حصہ زائد ہے:

و من قاتلنا فی آخر الزمان فکانما قاتل مع الدجال۔

اور آخری زمانے میں جو ہم اہل بیت سے قتال یعنی جنگ کرے گا گویا وہ دجال کے ساتھ قتال کرنے والا ہے، یعنی وہ دجال کے ساتھیوں میں شمار ہوگا۔⁽²⁾

⑰ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ حرمات ثلاثة من حفظهن حفظ اللہ امر دینه و دنیاه

---

(1) الطبرانی فی الکبیر ۱۲/ ۳۴، ص ۲۳۸۸. فی الأوسط: ٤/ ۱۰ حدیث ٣٤٧٨. مستدرک حاکم: ۳/ ۱٦۳، حدیث ٤٧٢٠، فی الصغیر ا/ ٢٤٠، حدیث ٣٩١-٢/ ٨٤، حدیث: ٨٢٥

(۲) الطبرانی فی معجم الکبیر: ۳/ ٤٥، حدیث ٢٦٣٧

ومن ضيعهن لم يحفظ الله له شيئا فقيل وما هن يا رسول الله قال حرمة الإسلام و حرمتي و حرمة رحمى.(۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کی تین حرمتیں ہیں، جو ان کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے دین اور دنیا کے معاملات کی حفاظت فرماتا ہے اور جو ان تینوں کو ضائع کردیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی کسی چیز کی حفاظت نہیں فرماتا تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون سی تین حرمتیں ہیں؟ فرمایا: اسلام کی حرمت، میری حرمت اور میرے نسب کی حرمت۔

حرمت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کا ادب اور لحاظ کرنا ضروری ہوتا ہے اور جس کی توہین و بے وقعتی حرام و گناہ ہوتی ہے۔

⑱ عن على رضى الله عنه قال، قال رسول الله ﷺ النجوم امان لا هل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب أهل السماء وا هل بيتى امان لا هل الارض فاذا ذهب إهل بيتى ذهب اهل الارض.(۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں تو جب ستارے ختم ہوجائیں (یعنی قیامت کے دن) اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے امان ہیں تو جب میرے اہل بیت ختم ہوجائیں گے تو اہل زمین بھی ختم ہوجائیں گے۔

یعنی اہل بیت کے وجود سے زمین اور اہل زمین کا وجود ہے۔ قرب قیامت جب ان کا وجود ختم ہوجائے گا، تو زمین والے بھی اپنا وجود کھو بیٹھیں گے۔ یہ اہل بیت کرام کی ایک عظیم فضیلت پر روشنی پڑتی ہے۔

⑲ عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه

---

(۱) الطبرانی فی الاوسط: ۱/ ۷۲ حدیث، ۲۰۳، وفی الکبیر أیضا

(۲) الدیلمی فی مسند الفردوس: ٤/ ۳۱۱، حدیث ٦۹۱۳

وسلم ستة لعنتهم و لعنهم الله وكل نبی كان: الزائد فی كتاب الله والمكذب بقدر الله والمتسلط بالجبروت ليعز بذلك من اذل الله و يذل من أعزه الله و المستحل لحرم الله والمستحل من عترتی ما حرم الله والتارك لسنتی.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور ہر نبی جو مستجاب الدعوات ہوتا ہے، وہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے۔ وہ چھ لوگ یہ ہیں:

(۱) جو کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا ہو (یعنی اپنی طرف سے بڑھانے والا)۔

(۲) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا ہو۔

(۳) ظلم و جبر کے ساتھ تسلط (غلبہ) حاصل کرنے والا ہو تاکہ اس کے ذریعے اسے عزت دے سکے جسے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے، اور اسے ذلیل کر سکے جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والا۔

(۵) میری عترت یعنی اہل بیت کی حرمت کو حلال (پامال) کرنے والا۔

(۶) میری سنت کا تارک (چھوڑنے والا)۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو اہل بیت کی حرمت پامال کرے اس پر اللہ اور رسول کی لعنت ہے۔ اس سے بھی اہل بیت کی حرمت و مقام کا پتا چلتا ہے، آخر میں تارک سنت پر لعنت کا ذکر ہے اس سے وہ لوگ سبق لیں جو سنتوں کو ترک کرنے کے عادی ہیں، خاص طور سے داڑھی منڈانے والے غور کریں جو علی الاعلان سنت ترک کر کے گھومتے پھرتے ہیں۔

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب القدر، حدیث ٢١٥٤، دار احیاء التراث العربی، بیروت

⑳عن ابی سعید قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: والذی نفسی بیده لا یبغضنا اهل البیت رجل الا ادخله اللہ النار۔(۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اہل بیت سے جو کوئی بغض کرے گا اللہ اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔

㉑ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: یا بنی عبد المطلب انی سئلت اللہ لکم ثلثا ان یثبت قائمکم و ان یهدی ضالکم و ان یعلم جاهلکم و سئلت اللہ ان یجعلکم جوداء نجداء رحماء فلو ان رجلا صفن بین الرکن والمقام فصلی و صام ثم لقی اللہ وهو مبغض لاهل بیت محمد دخل النار۔(۲)

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبد المطلب بے شک میں نے تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں مانگیں، پہلی یہ کہ وہ تمھارے قیام کرنے والے کو ثابت قدم رکھے، دوسری یہ کہ تمھارے گمراہ کو ہدایت دے، تیسری یہ کہ وہ تمھارے جاہل کو علم عطا کرے اور میں نے تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگا ہے کہ وہ تمھیں سخاوت کرنے والا، دوسروں کی مدد کرنے والا اور دوسروں پر رحم کرنے والا بنائے، تو اگر کوئی رکن اور مقام کے درمیان دونوں پاؤں ایک قطار میں رکھ کر کھڑا ہو اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر اللہ سے ملے، اس حال میں کہ وہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا ہے، تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔(امام حاکم نے فرمایا کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

---

(۱) صحیح ابن حبان: ۱۵/ ٤٣٥، حدیث ٦٩٧٨

(۲) ۱- مستدرك حاكم ۳/ ۱٦۱، حدیث نمبر ٤٧١٢٠، ۲- معجم کبیر طبرانی ۱۱/ ۱٧٦ حدیث: ۱۱٤۱۲، ۳- الهیثمی مجمع الزوائد ۹/ ۱٧۱

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا جہنمی ہے:

(۲۳) عن علی قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: من لم یعرف حق عترتی والا نصار والعرب فهو لا حدی ثلاث: امّا منافق و اما لزنیة و اما امرأة حملت به أمه لغیر طهر.(۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے اہل بیت، انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے، تو اس کے اندر تین میں سے ایک چیز پائی جاتی ہے، یا تو وہ منافق ہے، یا حرامی ہے، یا وہ ایسا آدمی ہے کہ جس کی ماں بغیر طہر کے (یعنی ناپاکی حالت میں) اس سے حاملہ ہوئی۔

اس حدیث میں اہل بیت، انصار اور عرب سے بغض رکھنے والوں کے لیے بڑی مذمتیں بیان کی گئی ہیں۔

حدیث ثقلین:

(۲۴) عن زید بن ارقم قال: قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعیٰ خما بین مكة والمدینة فحمد اللّٰہ و اثنی علیه ووعظ و ذكر ثم قال: أما بعد! ألا ایها الناس فانما انا بشر یؤشك ان یأتی رسول ربی فاجیب و انا تارك فیكم ثقلین اولها كتاب اللّٰہ فیه الهدیٰ و النور فخذ وا بكتاب اللّٰہ و استمسكوا به فحث علی كتاب اللّٰہ و رغب فیه ثم قال و اهل بیتی، اذكركم اللّٰہ فی اهل بیتی اذكركم اللّٰہ فی اهل بیتی اذكركم اللّٰہ فی اهل بیتی فقال له حصین و من اهل بیته یا زید بن ارقم الیست نساؤه من اهل بیتهٖ قال نساء ه من اهل بیته ولكن اهل بیتهٖ من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال اٰل علی و اٰل عقیل و اٰل جعفر و اٰل

---

(۱) بیهقی شعب الإیمان ۲/ ۲۳۲- حدیث ۱٦۱٤- میزان الاعتدال للذهبی: ۳/ ۱٤۸

عباس قال ہؤلاء حرموا الصدقة؟ قال نعم.(۱)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے در میان واقع ایک تالاب کے پاس کھڑے ہوئے، جسے خم کہا جاتا ہے۔ حضور نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور وعظ و نصیحت فرمائی، اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تو بس ایک انسان ہوں، عن قریب میرے رب کا پیغام لانے والا فرشتہ (یعنی فرشتۂ اجل) میرے پاس آئے گا اور میں اسے لبیک کہوں گا۔ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، ان میں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اللہ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو! پھر آپ نے کتاب اللہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے ابھارا اور اس کی ترغیب دی؛ پھر فرمایا: اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں میں تمھیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں، میں تمھیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں میں تمھیں اپنے اہل بیت کی شان میں اللہ سے ڈراتا ہوں (کہ کہیں تم بھول کر بھی ان کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کر بیٹھنا بلکہ ان کے حقوق کا پاس رکھنا)۔

حضرت حصین (راوی) نے حضرت زید سے کہا: کیا حضور کی ازواج مطہرات آپ کی اہل بیت نہیں؟ کہا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت سے ہیں لیکن (خاص) اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ پوچھا وہ کون ہیں، (زید نے) فرمایا: آل عقیل، آل جعفر، آل عباس ہیں۔ پوچھا یہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (یہ صحیح مسلم کی روایت ہے مشکات میں آخر کا حصہ نہیں ہے مزید یہ ہے)

---

(۱) صحیح مسلم: ٢/ ٢٧٩ مجلس برکات، مبارک پور حدیث، ٢٤٠٨- البیہقی فی السنن الکبریٰ: ٢/ ١٤٨، حدیث ٢٦٧٩، مشکوٰۃ المصابیح، ص ٢٦٨، مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

وفی روایة: کتاب اللّٰہ هو حبل اللّٰہ، من اتبعه کان علی الهدیٰ و من ترکه کان علی الضلالة۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ کی کتاب جو حبل اللہ (اللہ کی رسی) ہے جو اس کی پیروی کرے گا، ہدایت پر رہے گا اور جو اس کو چھوڑدے گا، گمراہ ہو جائے گا۔

یہ حدیث اختصار کے ساتھ ترمذی اور طبرانی وغیرہ میں بھی ہےاور راوی حضرت جابر بن عبد اللہ ہیں زید ہی کی روایت ترمذی(ج۲ص۲۲۰،مناقب) میں اس اضافے کے ساتھ ہے:

ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما۔

یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے،تو دیکھو تم ان کے ساتھ میرے بعد کیا کرو گے۔یعنی قرآن کی ہدایت اور اہل بیت کی محبت کو گلے سے لگائے رہنا کہ اسی میں تمھاری کامیابی ہے۔

(۲۴) عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت خرج النبی ﷺ غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی رضی اللّٰہ عنهما فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاء ت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال: إنما یرید اللّٰہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا.(۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن صبح کے وقت ایک اونی منقش سیاہ چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے، تو آپ کے پاس حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے، آپ نے انھیں چادر شریف میں داخل کرلیا، پھر حضرت

---

(۱) الاحزاب: ۳۳/ ۳۳) (صحیح مسلم، ج۲/ ۲۸۳، مناقب حدیث ۱۸۸۳– ٢٤٢٤، مستدر حاکم ۳/ ۱۵۹ حدیث ٤٧٠٧/ ٤٧٠٩، مصنف ابن أبی شیبه ٦/ ۳۷۰، حدیث ۳۲۱۲، سنن کبریٰ بیهقی: ۲/ ١٤٩، حدیث ٢٦٨٠.

حسین آئے، وہ بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل ہوگئے، پھر سیدہ فاطمہ آئیں، آپ نے انھیں بھی چادر پاک میں داخل فرمایا لیا۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ آئے، آپ نے انھیں بھی اس چادر میں لے لیا۔ پھر آپ نے آیت ”انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا“۔(اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے گناہوں کی ناپاکی دور فرما دے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے) تلاوت فرمائی۔

یہ حدیث پاک خاص پنجتن پاک کے فضائل پر دال ہے، امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اس میں حضرت مولیٰ علی بھی داخل ہیں، اس کو حدیث کسا اور ان اہل بیت کو اصحاب کسا اور آل عبا بھی کہتے ہیں، اس میں اور آیت مباہلہ میں حضرت مولیٰ کی صاف فضیلت بیان فرمائی گئی ہے، پھر بھی خارجی ذہنیت کے حامل مولوی عبد الشکور لکھنوی کاکوروی نے سیرت خلفاے راشدین میں یہ تحریر کرڈالا۔

ان کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ آپ کی (یعنی حضرت علی کی) فضیلت کسی آیت سے تا وقتیکہ اس کے ساتھ ضعیف و موضوع روایات نہ ملائی جائیں، ثابت نہیں ہوتی۔(۱)

اسی حدیث کی وجہ سے حضرات حسنین اور علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خاص اہل بیت سے یاد کیا جاتا ہے، اور جب مطلق اہل بیت بولا جاتا ہے تو بالعموم یہی ذوات قدسیہ مراد ہوتے ہیں، جب کہ قرآنی صراحت سے ازواج مطہرات اصلاً اہل بیت میں شامل ہیں۔

㉕ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال: لما نزلت ھذہ الاٰیة ”فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ“. الآیة. (آل عمران: ۳/ ۶۱) دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمة و حسنا و حسینا فقال اللھم

---

(۱) سیرت خلفائے راشدین عبد الشکور فاروقی ، مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ، ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء

هٰولاء اهلی.(١)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے فرمایا: جب آیت "فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ" نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا پھر فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

(٢٦) عن زید بن ارقم رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی و فاطمة والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم.(٢)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی وفاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا: جو تم سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور جو تم سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا۔

یعنی آل رسول سے جنگ کرنا گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنگ کرنا ہے اور ان سے صلح کرنا حضور سے صلح کرنا ہے۔

وہ لوگ سبق حاصل کریں جو جنگ کربلا میں امام عالی مقام کو خطاکار بتاۓ اور یزید پلید کی حمایت کر کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں۔

(٢٧) عن عمر بن ابی سلمة ربیب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لما نزلت هذه الایة علی النبی صلی الله علیه وسلم "إنما یرید الله لیذهب عنكم الرجس اهل البیت و یطهركم تطهیراً فی بیت ام سلمة رضی الله عنها فدعا فاطمة وحسنا و حسینافجلّلهم بكساء وعلی خلف

---

(١) صحیح مسلم: ٢/ ٢٧٨، فضائل علی سنن ترمذی: ٢/ ١٢٤، تفسیر

(٢) سنن ترمذی: ٢/ ٢٢٧، مناقب، باب فضل فاطمة، ابن ماجه: ١٤، فضائل الحسین الحسین

ظهره فجللهٗ بكساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا قالت ام سلمة وأنا معهم يا نبي الله قال انت على مكانك وانت على خير.(۱)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروردہ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیت مبارکہ : **انما يريد الله** .... (بس اللہ یہی چاہتا ہے اے اہل بیت کہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک اور خوب ستھرا کر دے) نازل ہوئی، تو آپ نے سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور انھیں اپنی چادر میں ڈھانپ لیا۔ حضرت علی آپ کے پیچھے تھے انھیں بھی اپنی چادر میں لے لیا، پھر فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما اور انھیں خوب پاک ستھرا کر دے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ”یا نبی اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں“ فرمایا: تم اپنے مقام پر رہو اور تم تو بہتر مقام پر فائز ہو۔

اسے امام ترمذی نے روایت کر کے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اس طریق سند سے۔

اس حدیث میں حضرت ام سلمہ کے عرض کرنے پر سرکار کا یہ فرمانا کہ تم اپنے مقام پر ہو اور خیر پر ہو، یعنی تمھارا ازواج مطہرات میں شامل ہونا ہی خیر کی اور اہل بیت میں داخل ہونے کی دلیل ہے۔ البتہ ان صاحبان (علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اہل بیت بتانا ضروری تھا اور ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت علی چوں کہ محرم نہیں تھے اس لیے ام سلمہ کو چادر شریف میں شامل نہیں فرمایا، اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ آپ اہل بیت میں نہ تھیں جیسا کہ بعض نافہموں کا کہنا ہے۔

(۲۸) عن عبد السلام بن صالح ابي الصلت الهروي عن علي بن موسىٰ

---

(۱) سنن الترمذی: ۲/ ۱۵۲، کتاب التفسیر- ۲/ ۲۱۹، مناقب

الرضاء عن ابیه عن جعفربن محمد عن ابیه عن علی بن الحسین عن ابیه عن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الإیمان معرفة بالقلب وقول باللسان و عمل بالارکان. قال ابو الصلت لؤ قرئ هذا الاسناد علی مخنون لبرأ.⁽¹⁾

عبد السلام بن صالح ابو الصلت ہروی، امام علی بن موسیٰ رضا سے وہ اپنے والد امام موسیٰ رضا سے وہ امام جعفر بن محمد سے وہ اپنے والد امام محمد سے وہ امام علی بن حسین سے وہ اپنے والد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان دل سے پہچاننے زبان سے اقرار کرنے اور ارکان اسلام پر عمل کرنے کا نام ہے۔

ابو الصلت الہروی فرماتے ہیں اگر اس حدیث مبارک کی یہ سند پڑھ کر کسی پاگل پر دم کردی جائے، وہ ضرور شفا یاب ہو جائے گا۔

اس سند میں اہل بیت سے سات اسمائے مبارکہ آگئے ہیں جو جنون سے شفاکے لیے مجرب ہیں، کچھ لوگ ان اسما کا تعویذ بھی بنا کر گلے میں ڈالتے ہیں۔

(۲۹) عن عطیة العوفی قال قام کعب الاحبار رضی الله عنه فاخذ بحجزة (وفی الحلیه بید) العباس رضی الله عنه وقال اد خرها عندك للشفاعة یوم القیامة وقال وهل لی الشفاعة قال نعم انه لیس احد من اهل بیت نبی و یسلم الا کانت له شفاعة.⁽²⁾

حضرت عطیہ عوفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمر پکڑ کر عرض کیا، ”میں

---

(۱) سنن ابن ماجه: ۸ باب الایمان ، الطبرانی اوسط ٦/ ۲۲٦، حدیث ٦۲۵٤، ۸/ ۲٦۲، حدیث ۸۵۸

(۲) مسند امام احمد بن حنبل: ۲/ ۹٤٤، حدیث ۱۸۲٤. حلیة الاولیا لابن نعیم: ٦/ ٤۲

اسے قیامت کے دن شفاعت کا ذریعہ بناتا ہوں" حضرت عباس نے فرمایا، کیا میں شفاعت کروں گا؟ انھوں نے کہا "ہاں"! حضور نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت میں سے جو بھی اسلام قبول کرے گا اسے حق شفاعت حاصل ہوگا۔

حضرت کعب احبار صحابی رسول کا اہل بیت کرام کے تعلق سے کیا عقیدہ ہے، اس روایت سے خوب واضح ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل بیت سے جو بھی محبت و عقیدت رکھے گا، یہ پاک نفوس اس کی شفاعت فرمائیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اہل بیت کی شفاعت پر صحابہ کا یقین ہے تو رسول پاک علیہ الصلاۃ والتسلیم کی شفاعت پر کس درجہ یقین ہوگا۔

(۳۰) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن فاطمة احصنت فرجها فحرم الله ذريتها على النار.[1] حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی عصمت (پارسائی) کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دیا۔

اس حدیث میں ذریت فاطمہ کی عظمت کا واضح بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم پر حرام کردیا ہے، اور اس سے پہلے والی حدیث میں ان کو شفاعت کا حق دار فرمایا، جو اہل بیت کرام کی ایک بہت بڑی اور کیا فضیلت ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں ذریت فاطمہ کی جہنم سے حفاظت کا ذکر ہے اب حاکم ہی کی دوسری روایت ملاحظہ ہو، جس میں اہل بیت کرام کے بارے میں ہے کہ وہ عذاب سے دور رکھے جائیں گے۔

---

(۱) مستدرك حاكم: ۳/ ١٦٥، حديث ٤٧٢٦، مسند بزار: ٤/ ٢٢٣، حديث ١٨٢٩- حلية الاوليا: ٤/ ١٨٨- فيض القدير مناوى: ٢/ ٤٦٢،

(۳۱) عن انس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: وعدنی ربی فی اھل بیتی من اقر منھم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبھم۔ (۱)

حاکم نے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھ سے میرے اہل بیت کے بارے میں وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے جو بھی توحید اور رسالت کا اقرار کرے گا، اللہ اسے عذاب نہیں دے گا۔

(۳۲) عن علی رضی اللہ عنہ انہ دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد بسط شملۃ فجلس ھو و فاطمۃ و علی والحسن والحسین ثم اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمجامعہ فعقد علیھم ثم قال: اللھم ارض عنھم کما انا عنھم راض۔ (۲)

حضرت علی سے روایت ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں حاضر ہوئے کہ سرکار چادر مبارک بچھائے ہوئے تھے، تو اس پر خود حضور تشریف فرما تھے اور حضرت فاطمہ و علی اور حضرات حسنین کریمین بھی؛ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے کونوں کو پکڑ کر ان پر گرہ لگادی (گویا اچھی طرح گھیر لیا) پھر عرض کیا: اے اللہ ان سے راضی ہو جیسا کہ میں ان سے راضی ہوں۔

اس حدیث اور دیگر احادیث کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اہل بیت پاک کو چادر شریف میں لینے کے واقعات متعدّد بار ہوئے اور دعا کے الفاظ بھی مختلف ہیں، اس مذکورہ حدیث میں اللہ عز و جل سے دعا فرمائی کہ اے اللہ ان سے راضی ہوجا یہ بڑی عظیم بات ہے کہ قرآن پاک میں آیا و رضوان من اللہ اکبر (التوبہ) اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے۔

---

(۱) مستدرک حاکم: ۳/ ۱٦۳، حدیث ٤۷۱۸

(۲) مستدرک حاکم: ۳/ ۱٦۳، حدیث ٤۷۱۸، الطبرانی فی الأوسط: ٥/ ۳٤۸، حدیث ٥٥۱٤

(۳۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اول من اشفع لہ من امتی اھل بیتی ثم الاقرب من القریش ثم الانصار ثم من اٰمن بی واتبعنی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم واول من اشفع لہ اولو الفضل. (۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں سے سب سے پہلے جس کے لیے میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں، پھر جو قریش میں سے میرے قریبی رشتہ دار ہیں، پھر انصار کی پھر ان کی جو یمن میں سے میرے اوپر ایمان لائے اور میری اتباع کی، پھر تمام عرب کی پھر عجم کی اور سب سے پہلے میں جن کی شفاعت کروں گا وہ اہل فضل ہوں گے، (یعنی فضیلت و بزرگی والے)۔

اس حدیث پاک میں اہل بیت کی ایک بڑی اہم فضیلت و خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انھیں کی شفاعت ہوگی، اس سے بھی اہل بیت کی عظمت کا پتا چلتا ہے۔

(۳۴) عن انس بن مالك ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوٰۃ الفجر یقول: الصلوٰۃ یا أھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً. (۲)

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے اس سند سے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چھ ماہ تک حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ جب نماز فجر کے لیے نکلتے حضرت فاطمہ کے دروازے سے گزرتے ہوئے فرماتے ”اے اہل بیت نماز قائم کرو پھر آیت کریمہ ”اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْ

---

(۱) الطبرانی فی المعجم الکبیر: ۱۲: ٤۲۱

(۲) ترمذی: ۲/ ۱۵۲، تفسیر الاحزاب

هِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا" کی تلاوت کرتے"۔ (بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ہر قسم کے گناہ کے میل دور کردے، اور تمھیں پاک اور خوب ستھرا کردے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ اہل بیت خاص کر حضرت فاطمہ کو نماز فجر کے لیے بیدار کرتے تھے، یہ عمل چھ ماہ تک رہا، یہ سنت ہمارے لیے بھی قابل عمل ہے، بہت لوگ خود تو نماز کے پابند رہتے ہیں لیکن گھر والوں کو بیدار کرنے اور نماز کی تاکید کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔

㉟ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ قال نزلت فی خمسة فی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی و فاطمة و الحسن والحسين رضی اللہ تعالیٰ عنهم.(۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ الآية۔

(بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت رسول اللہ تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل دور کردے) کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ پانچ ہستیوں حضور نبی کریم ﷺ حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔

㊱ عن علی رضی اللہ عنها قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اول من يد خل الجنة انا و فاطمة و الحسن والحسين قلت يا رسول اللہ

---

(۱) الطبرانی فی المعجم الأوسط، ۳/ ۳۸۰، حدیث ۳۴۵۶- وفی الصغیر: ۱/ ۲۳۱، حدیث ۳۷۵

فمحبونا؟ قال من وراء کم۔[1]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ بے شک سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں، میں (یعنی حضرت علی) اور فاطمہ اور حسن و حسین ہوں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سے محبت کرنے والے کہاں ہوں گے، آپ نے فرمایا: تمہارے پیچھے ہوں گے۔ (یعنی تمھارے پیچھے پیچھے وہ بھی تمھارے ساتھ جنت میں جائیں گے)۔

㊼ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول کل نسب و سبب ینقطع یوم القیامة الآ ما کان من سببی و نسبی۔[2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے نسب اور رشتہ کے سوا قیامت کے دن ہر نسب اور رشتہ منقطع ہو جائے گا۔

یعنی قیامت کے دن کوئی نسب اور رشتہ کام نہ دے گا، سوائے میرے نسب اور رشتے کے، اس سے بھی اہل بیت کرام کی عظمت کا پتا چلتا ہے کیوں کہ اہل بیت میں نسب والے بھی ہیں رشتہ دار بھی۔

㊽ عن ابی برزة رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا ینعقد قد ماعبد حتی یسال عن اربعة عن جسده فیما أبلاه و عمره فیما أفناه و ماله من این اکتسبه و فیما انفقه و عن حب اهل البیت

---

[1] مستدرك حاكم: ٣/ ١٦٣، حديث ٤٧٢٣، ابن عساكر فى تاريخ دمشق الكبير: ١٤/ ١٧٣

[2] مستدرك حاكم: ٣/ ١٥٣، حديث ٤٦٨٤، مسند امام احمد: ٢/ ٦٢٥، حديث ١٠٦٩ - ١٠٧٠، امام احمد ٢/ ٧٥٨، حديث ١٣٣٣

فقیل یا رسول اللہ، فما علامة حبکم؟ فضرب بیدہ علی منکب علی رضی اللہ عنہ.⁽¹⁾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک اگلے جہاں میں نہیں پڑتے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے، اس کے جسم کے بارے میں کہ اس نے اسے کس طرح کے اعمال میں بوسیدہ کیا؟ اور اس کی عمر کے بارے میں کہ کس حالت میں اسے ختم کیا؟ اور اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے یہ کہاں سے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ اور میرے اہل بیت کی محبت کے بارے میں؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ اور آپ کے اہل بیت کی محبت کی علامت کیا ہے تو آپ نے اپنا دست مقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شانے پر مارا (یعنی علی سے محبت ہم سے محبت کی علامت ہے)۔

㊴ و اخرج ابن النجار فی تاریخہ، عن الحسن بن علی، رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکل شئی اساس و أساس الاسلام حب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حب اہل بیتہ.⁽²⁾

ابن النجار نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد رسول اللہ کے اصحاب کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت ہے۔

㊵ عن عکرمة فی الاٰیة "الا المودة فی القربیٰ: یقول لا تؤذونی فی قرابتی۔⁽³⁾

---

(۱) الطبرانی فی المعجم الاوسط، ۲/ ۳٤۸، حدیث ۲۱۹۱، الهیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/ ۳٤٦

(۲) درمنثور، ۵/ ۲=۷، سورة الشوریٰ آیت ۲۳

(۳) الدرالمنثور ۵/ ۷۰۲

حضرت عکرمہ سے آیت ”الا المودۃ فی القربیٰ“ کے بارے میں مروی ہے حضور فرماتے ہیں: میرے قرابت داروں کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو (یعنی میرے اہل بیت اور قرابت داروں کا پاس و لحاظ رکھوانھیں تکلیف پہنچا کر مجھے تکلیف نہ دو)۔

(۴۱) عن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھه الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: اول من یرد علی الحوض اھل بیتی ومن احبنی من امتی.(۱)

امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے۔

(۴۲) عن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم: من صنع إلی احد من اھل بیتی یداً کافأته علیھا یوم القیامة.(۲)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے اہل بیت میں کسی کے ساتھ کچھ بھی اچھا سلوک کرے گا، میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

(۴۳) عن امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: من صنع صنیعة إلی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاته اذا لقینی.(۳)

---

(۱) کنز العمال للمتقی: ۱۲/ ۱۰۴/ ۱۰۰، حدیث ۳۴۲۰۵/ ۳۴۱۷۸ اراء ۃ الادب لفاضل النسب امام احمد رضا قدس سرہٗ، ص ۵۱، بریلی

(۲) الجامع الصغیر للسیوطی ۲/ ۶۱۹، حدیث ۸۸۲۱، فتاوی رضویہ ۴/ ۳۹۴

(۳) کنز العمال: ۱۲/ ۹۵، حدیث ۳۴۱۵۳، الجامع لغیر: ۲/ ۶۱۹).

امیرالمومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اولاد عبدالمطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے گا، اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔

محب اہل بیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اس حدیث پاک کو نقل کر کے اپنی عقیدتوں کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں پڑھیں اور ایمان تازہ کریں۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! قیامت کا دن وہ قیامت کا دن وہ سخت ضرورت، سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں، ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دوجہاں (دونوں جہاں کی مشکلات) کو بس (کافی) ہے، بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ و انفس (نفیس تر) ہے کہ جس کی طرف کلمہ کریمہ اذا لقینی (جب وہ مجھ سے ملے گا) اشارہ فرماتا ہے بہ لفظ "اذا" تعبیر فرمانا۔ بحمد اللہ (حمد الٰہی کے صدقے) روز قیامت وعدۂ وصال و دیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے۔

مسلمانو! اور کیا در کار ہے؟ دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو۔(۱)

یعنی اہل بیت اطہار و سادات کرام کو اپنی دولت وثروت سے نوازو اور اگر وہ قبول کرلیں تو ان کا احسان مانو، ان پر احسان نہ رکھو کہ جو کچھ ملا۔ ان کے اور ان کے نانا جان کے صدقے میں ملا اور ہرگز ہرگز زکات جیسا مال انھیں نہ دو کہ یہ مال کا میل ہے اور کچھ مال ہی پر موقوف نہیں جس طرح ممکن ہے ان شاہزادوں کی خدمت کو اپنے لیے سعادت و باعث نجات جانو، اللہ اپنے محبوب کے محبوبوں کی محبت عطا فرمائے اور ان کی خدمت کی ہمت و توفیق بخشے، آمین بجاہ حبیبك الكريم عليه وآله والصلوٰة والتسليم)۔

---

(۱) فتاوی رضویہ: ٤/ ٣٩٤، سنی دار الاشاعت، مبارك پور

(۴۴) عن عمران بن حصین رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سألت ربی ان لا یدخل احدا من اهل بیتی النار، فاعطانیها.(۱)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے اس نے میری مراد عطا فرمائی ہے۔ (اراءۃ الادب لفاضل النسب، امام احمد رضا قدس سرہٗ)۔

(۴۵) عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ قال: من رضاء محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان لا یدخل احد من اهل بیته النار.(۲)

(اور بے شک قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا (خوشنودی) میں یہ ہے کہ حضور کے اہل بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔

ان دونوں مذکورہ حدیثوں میں اہل بیت کرام کے لیے بڑی عظیم بشارت ہے جس سے مقام اہل بیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۴۶) عن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم الله وجهه الکریم: دعا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: اللهم انهم عترة رسولك فهب مسیئهم لمحسنهم و هبهم لی ثم قال: ففعل قال علی کرم الله وجهه الکریم ما فعل: قال: فعله ربکم بکم و یفعله بمن بعدکم.(۳)

---

(۱) کنز العمال للمتقی: ۱۲/ ۹۵، ۳٤۱٤۹).

(۲) اراءۃ الادب لفاضل النسب، ص ۵۱

(۳) اتحاف السادۃ المتقین، للزبیدی: ۱۰/ ۵۰۸، کنز العمال للمتقی حدیث ۳٤۱۷۸-

امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے دعا کی ”الٰہی وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکاران کو نکوکاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرمادے“۔ پھر فرمایا: مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ امیر المؤمنین نے عرض کی کیا کیا؟ فرمایا: کہ یہ تمھارے ساتھ کیا اور تمہارے بعد جو آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔(۱)

(۴۷) عن عبد الله بن بدر الخطمي عن ابيه رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من احب ان يبارك له فی اجله و ان يمتعه الله بما خوله فليخلفنی فی اهلی خلافة حسنة ومن لم يخلفنی فيهم بتك امره و ورد علی يوم القيامة مسوداً وجهه. (۲)

عبداللہ بن بدر خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو، اور خدا اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے، تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے، جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ لے کر آئے۔

(۴۸) عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انها سميت فاطمه لأن الله تعالیٰ حرمها و ذريتها على النار (۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کا نام فاطمہ اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت (اولاد) کو نار (جہنم) کی آگ پر حرام فرمادیا۔

۱۲/ ۱۰۰

(۱) اراءۃ الادب لفاضل النسب للامام احمد رضا، ص ۵۱

(۲) کنز العمال للمتقی: ۱۲/ ۹۹، حدیث: ۳٤۱۷۱

(۳) کنز العمال للمتقی: ۱۲/ ۱۰۹ - ۳٤۲۲۷

㊾ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما سماھا فاطمة لأن اللہ تعالیٰ فطمھا و محبیھا من النار. (۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزو جل نے ان کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ انھیں اور ان سے محبت کرنے والوں کو آتشِ دوزخ سے آزاد فرمایا۔

㊿ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لفاطمة ان اللہ تعالیٰ غیر معذبك ولا ولدك. (۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب کرے اور نہ تیری اولاد میں کسی کو۔

(۵۱) حضور اقدس نبی مکرم ﷺ نے اہل بیت کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ، (۱) اپنے نبی کی محبت (۲) پنے نبی کے اہل بیت کی محبت (۳) قرآن کی تلاوت۔ (۳)

(۵۲) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَوَّلُ مَنْ یَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ اَهْلُ بَیْتِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ مِنْ اُمَّتِیْ. (۴)

سب سے پہلے جو مجھ سے حوضِ کوثر پر ملے گا وہ میرے اہل بیت ہیں، پھر جو میری امت میں سے مجھے زیادہ چاہنے والا ہو گا۔

حضرت اسامہ کی اہمیت نگاہ عمر میں:

صحابہ کرام حضور اقدس ﷺ وسلم کے تعلق والوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے،

---

(۱) کنز العمال: ۱۲/ ۱۰۹، حدیث ٣٤٢٢٤

(۲) کنز العمال للمتقی: ۱۲/ ۱۵۱، حدیث ٤٢٤٦

(۳) سراج المنیر شرح جامع صغیر ۱/ ۷۱

(۴) کنز العمال: ۱۲/ ۱۰۰، حدیث: ٣٤١٧٨

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ساڑھے تین ہزار کا وظیفہ مقرر کیا اور اپنے صاحبزادے ابن عمر کے لیے تین ہزار، صاحبزادے نے اعتراض کیا کہ ابا حضور! اسامہ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی؟ فرمایا: اسامہ حضور کی بارگاہ میں تم سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے باپ زید تمھارے باپ (عمر) سے زیادہ محبوب تھے، تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے پیارے بیٹے پر ترجیح دی۔ (۱)

حضرت زید حضور کے غلام تھے، گھر میں رہا کرتے، اسامہ ان کے بیٹے تھے۔ محض اتنی نسبت حضرت عمر کے احترام کے لیے کافی تھی، اس سے ہمیں سبق لینا چاہیے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت و تعلق رکھنے والی ہر چیز کا احترام لازم ہے۔

سادات پر زکات حرام ہے

کچھ لوگ نے سادات کرام پر زکات کے جواز کا فتویٰ دیا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ان کی خوب خوب خبر لی ۵۲/ نصوص فقہیہ اور ۲۷/ احادیث نبویہ سے اس بات کا رد کیا، پھر سوال پیدا ہوا کی ان کی مدد کیسے ہو تو ارشاد فرمایا:

اصلاً (واقعی) محل شک و اِرتیاب (شک کی جگہ) نہیں کہ سادات کرام و بنی ہاشم پر زکات یقیناً حرام، نہ انھیں لینا جائز، نہ ان کے دیے زکات ادا ہو تو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں، اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل...

کیا معلوم نہیں کہ علماے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کیے ہیں — در مختار میں ہے:

الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق الاجماع ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

---

(۱) ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۵۷۱، مناقب اهل بیت

(قول مرجوح پر حکم لگانا یا فتویٰ دینا جہالت اور خرق اجماع یعنی اجماع کو توڑنا ہے، قوت و طاقت نہیں مگر اللہ بلندی و عظمت والے کی طرف سے)

رہا یہ کہ پھر اس زمانۂ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات (غم گساری) کیوں کر ہو،

اقول (میں کہتا ہوں) بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات علیّہ (ان بلند رتبہ حضرات) کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے (بے بختی) ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوا (پناہ دینے والا) نہ ملے گا، کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انھیں کی صدقے میں انھیں کے سرکار سے عطا ہوا، جسے عن قریب چھوڑ کر خالی ہاتھ زیر زمیں جانے والے ہیں ان کی خوشنودی کے لیے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم، رؤف و رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف ہوں۔

اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ (مستحب کاموں کے لیے اخراجات) کی وسعت (گنجائش) نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکات کی زکات ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکات (زکات لینے کے لائق) معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مال زکات سے کچھ روپے بہ نیت زکات دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے کہ تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو، اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکات تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر کو (جس نے نذر دی) دونوں کو ملا، ذخیرہ اور فتاویٰ ہندیہ میں یہی ہے۔ الخ (۱)

اہل بیت کے فضائل و مناقب سے متعلق جو ہوسکا سپرد قلم کر دیا، اس مختصر میں

---

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد:٤/ ۳۹٤/ ۳۹۵

مجموعی فضائل کو ترجیح دی گئی ہیں، اہل بیت کرام کے جو انفرادی فضائل ہیں یعنی حضرت مولیٰ علی سیدہ فاطمہ زہرا حسنین کریمین علیہم الرحمۃ الرضوان کے مناقب و فضائل، ان کا دائرہ بہت وسیع ہے قصداً ان کو آئندہ کے لیے رکھ چھوڑا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق تکمیل سے نوازے۔ آمین۔

* * *

اہل بیت اطہار

سلف صالحین اور مشایخ کی نظر میں

از

مولانا اختر حسین فیضی مصباحی
استاذ الجامعة الاشرفیہ مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العزیز الغفار والصلاۃ والسلام علی سید الأبرار وعلی اہل بیتہ
الأطہار وصحبہ الأخیار ومن تبعہم إلی یوم القرار

اہل بیت نبوت کا مطلب ہے نبی آخرالزماں محمد عربی ﷺ کے گھر والے، آسانی کے لیے مختصر لفظوں میں صرف ”اہل بیت“ کہا جاتا ہے، ”اہل بیت“ کا اطلاق کن نفوس قدسیہ پہ ہوتا ہے اس سلسلے میں علما و مشائخ کی رائیں مختلف ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”اہل بیت“ کے معانی و مطالب اپنی مشہور کتاب مدارج النبوۃ حصہ اول اور ”اشعۃ اللمعات“ حصہ چہارم میں بڑی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ ”اشعۃ اللمعات“ کے الفاظ یہ ہیں۔

> بداں کہ اطلاق اہل بیت بچند معنے آمدہ۔
>
> کسانیکہ حرام ست بر ایشاں زکات گرفتن وایشاں بنوہاشم اند و ایں شامل ست آل عباس وآل علی وآل جعفر وآل عقیل وآل حارث رضی اللہ عنہم اجمعین،
>
> وگاہے بمعنی اہل و عیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدہ، شامل مر ازواج مطہرات راو بیرون آوردن نساے آں حضرت از اہل بیت مکابرہ است ومخالف سنت مرسوق آیت کریمہ را انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔
>
> زیراکہ خطاب بایشان ست در اول آیت وآخر آن پس بیرون آوردن ایشان ازانچہ درمابین واقع شدہ بیرون می آرد و کلام را از اتساق وانتظام،
>
> امام فخرالدین محمد رازی گفتہ کہ این آیت شامل ست مر نساے آں حضرت را زیراکہ سیاق یت ندامی کند بر آں، پس بیرون آوردن ایشان را ازان و مخصوص کردن بغیر ایشان صحیح نباشد ونیز گفتہ کہ اولی آں ست کہ گفتہ شود اہل بیت اولاد

آنحضرت واہل وازواج اوبند وحسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم از ایشانند وعلی مرتضیٰ نیز اہل بیت اوست بجہت معاشرت اوبنت پیغمبر راوملازمت اوامروے راصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

وگاہے اطلاق اہل بیت چنان آمدہ کہ مفہوم می گردد اختصاص آن بفاطمۂ زہراوعلی وحسن وحسین سلام اللہ علیہم اجمعین روایت می کند انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم می گذشت بخانۂ فاطمہ چوں براے نماز فجر بہ مسجد می آمد می گفت الصلوٰۃ اہل البیت، انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ (رواہ الترمذی)

وابن ابی شیبۃ وازام سلمہ آمدہ کہ بودم من نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ خادم آمد و خبر کرد کہ علی و فاطمہ بر آستانہ ایستادہ اند پس گفت آں حضرت مرا یکسوشو، پس من اندورن خانہ رفتم پستر آمد حسن وحسین نشاند آں حضرت حسن وحسین رادر کنار مبارک خودو گرفت علی رابیک دست خودو گرفت فاطمہ را بدست دیگروبچسپانید بخودوپیچید بر ایشان گلیم سیاہ کہ پوشیدہ بودآں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وگفت خداوندا! اینہا اہل بیت من اند آمدہ اند بسوے تو نہ بسوے آتش من واہل بیت من،

ونیز از سلمہ آمدہ کہ گفت آں حضرت، این مسجد من حرام ست بر ہر حائض از زنان وہر جنب از مردان، مگر بر محمد واہل بیت وے علی وفاطمہ وحسن وحسین، رواویت کرد این حدیث رابیہقی و تضعیف کرد، و باجملہ اطلاق اہل بیت برین چہار تن پاک شائع ومشہورست وعلما در تطبیق این اقوال و توجیہ این اطلاقات گفتہ اند کہ بیت سہ است بیت نسب وبیت سکنی وبیت ولادت، پس بنوہاشم اولاد مطلب اہل بیت پیغمبت اند صلی آللہ علیہ وآلہٖ وسلم از جہت نسب و اولاد جد قریب رابیت می خوانند ومی گویند خانۂ فلانے بزرگ ست وازواج مطہرۂ آں

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بیت سکنی اند و اطلاق اہل بیت بر زنان مراخص واعرف ست بحسب عرف عادات واولآد شریف آں حضرت اہل بیت ولادت اند وباوجود شمول اہل بیت تمامۂ اولاد آں حضرت راعلی وفاطمہ وحسن وحسین سلام اللہ علیہم اجمعین از میان ایشان ممیزند بمزید فضل و کرامت وبہ تعلق محبت و موجودت ممتاز و مخصوص اند چناں کہ متبادر از اطلاق اہل بیت ایشانند۔ (١)

ترجمہ: اہلِ بیت کے چند معانی ہیں:

(١) وہ حضرات جنھیں زکات لینا حرام ہے وہ بنو ہاشم ہیں اور بنو ہاشم میں آلِ عباس، آلِ علی، آلِ جعفر، آلِ عقیل اور آلِ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم داخل ہیں۔

(٢) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل وعیال میں ازواجِ مطہرات داخل ہیں، آپ کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرنا سینہ زوری اور آیت کریمہ کی روش کے خلاف ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا۔ (٢)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (٣)

اس آیت کی ابتدا اور انتہا میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے خطاب ہے درمیانی حصے سے انھیں خارج کرنے سے کلام کا نظم ونسق برقرار نہیں رہتا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج

---

(١) اشعۃ اللمعات، ج:٤، ص:٦٨٠،٦٨١، شیخ عبد الحق محدث دھلوی، مطبع منشی نول کشور، لکھنو

(٢) قرآن مجید ، سورۃ الأحزاب ، آیت : ٣٣، پ:٢٢، مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارك پور

(٣) کنز الایمان، امام احمد رضا قادری بریلوی، مجلس برکات

مطہرات کو شامل ہے؛ کیوں کہ آیت کریمہ کی روش اس پر دلالت کرتی ہے، لہٰذا انھیں اس آیت سے خارج کرنا اور آیت کو ان کے ماسوا سے مخصوص کرنا صحیح نہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ اہل بیت، نبی اکرم ﷺ کی اولاد امجاد اور آپ کی ازواج مطہرات ہیں۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ان میں داخل ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ بھی نبی کریم ﷺ کی صاحب زادی کے ساتھ معاشرت اور آپ کے احکام کی پابندی کی بنا پر اہل بیت میں سے ہیں۔

بعض اوقات اہل بیت کا استعمال اس طرح آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت کا لفظ حضرت فاطمہ زہرا، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز فجر کے لیے تشریف لاتے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: الصلاۃ یا اہل البیت (اے اہل بیت نماز پڑھو) اس کے بعد آیت مبارکہ پڑھتے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (ترمذی شریف)

ابن ابی شیبہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی خادم نے اطلاع دی کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ دروازے پر حاضر ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آپ ایک طرف ہوجائیں میں گھر کے اندر چلی گئی۔ حسن و حسین حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے حسن و حسین کو آغوش میں لے لیا، ایک ہاتھ سے حضرت علی کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے سیدہ فاطمہ کو پکڑا اور انھیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور انھیں سیاہ کمبل میں چھپا لیا جو آپ کے اوپر تھا اور دعا کی اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں یہ تیری طرف آئے ہیں نہ کہ آگ کی طرف، میں بھی اور میرے اہل بیت بھی۔

یہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر اجنبی مرد کے لیے حرام ہے سوائے محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا اور حسین و حسن کے، اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا اور اسے ضعیف قرار دیا، خلاصہ یہ کہ اہل بیت کا اطلاق ان چار پاکیزہ حضرات پر مشہور و معروف ہے۔

علمائے کرام نے ان اقوال کے درمیان تطبیق اور ان استعمالات کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ بیت تین ہیں۔ (۱) بیت نسب (خاندان)، (۲) بیت سکنیٰ (کاشانۂ مبارکہ کے رہنے والے)، (۳) بیت ولادت (اولادِ امجاد) تو عبد المطلب کی اولاد میں سے بنو ہاشم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں، نسب کے اعتبار سے قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہتے ہیں کہ یہ فلاں بزرگ کا بیت (خاندان) ہے۔ ازواج مطہرات رہائش کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں کسی شخص کی بیوی پر اہل بیت کا اطلاق عرف اور عادت کے اعتبار سے خاص طور پر معروف ہے۔ عام طور پر بیوی ہی کو گھر والی کہا جاتا ہے۔ آپ کی اولاد امجاد ولادت کے اعتبار سے اہل بیت ہیں۔ اہل بیت اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام اولاد کو شامل ہے، تاہم ان میں سے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو امتیازی شان حاصل ہے، مزید براں فضل و کرامت اور محبت و مودت کے تعلق سے ممتاز ہیں۔ چناں چہ جب لفظ اہل بیت بولا جاتا ہے تو ذہن ان کی ہی طرف جاتا ہے۔

اشعۃ اللمعات کے محشی مولانا امیر علی صاحب حاشیے میں آیت تطہیر کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

> بدانکہ حق صریح ہمیں کہ چون آیۂ تطہیر نازل شد گمان بود کہ ہمیں ازواج را خطاب است و اولاد علی ازان خارج اند پس در گلیمی ہمہ را آوردہ دعا فرمود کہ الٰہی این ہم از اہل بیت اند باز بوقت صبح محاذی خانہ حضرت سید النساء آمد و سلام می

گفت تا تفسیر آیت ہمہ را شامل باشد و اہل مسجد آگاہ شوند۔ (۴)

حق یہی ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو گمان یہ تھا کہ خطاب ازواج مطہرات سے ہے (کیوں کہ آیت کا آغاز "یا نساء النبی" سے ہے) اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد خارج ہے، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کو اپنی چادر میں چھپایا اور دعا کی، اے اللہ! یہ بھی اہل بیت میں سے ہیں، پھر صبح کے وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے سامنے تشریف لاکر سلام کہتے تاکہ اہل مسجد (صحابۂ کرام) کو یہ معلوم ہوجائے کہ آیت کی تفسیر سب کو شامل ہے۔

اہل بیت کا ادب واحترام:

اہل بیت نبوت کا ادب و احترام اور ان سے محبت و مودت تمام مسلمانوں پر واجب ہے، ان کی شان میں گستاخی ایک مسلمان کو اسلام سے خارج کردیتی ہے، اس لیے کہ اہل بیت سے محبت، رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ہے اور رسول کی محبت تمام مخلوق پر فرض ہے تو اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ اہل بیت نبوت کی محبت سرمایۂ ایمان، رضائے منان اور قرار سید انس وجان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (۵)

تم فرماؤ: میں اس پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (۶)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابۂ کرام

---

(۴) حاشیه اشعة اللمعات ج:٤، ص:٦٨١، مولانا امیر علی مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ

(۵) قرآن مجید، سورة الشوریٰ، آیت: ٢٣، پ:٢٥، مجلس برکات جامعه اشرفیه مبارك پور

(۶) کنز الایمان، امام احمد رضا قادری بریلوی مجلس برکات جامعه اشرفیه مبارك پور

نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے وہ قریبی کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں:

جو مجھے پہچانتا ہے تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا تو وہ جان لے کہ میں رسول کریم ﷺ کا فرزند "حسن" ہوں، پھر آیت کریمہ: **وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآئِيْ اِبْرٰهِيْمَ۔** آخر تک پڑھی۔ پھر فرمایا: میں بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا دل بند ہوں اور میں اہل بیت سے ہوں جن کی محبت و دوستی اللہ نے تم پر فرض کی ہے، اس سلسلے میں اللہ نے اپنے پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر آیت کریمہ: **قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔** نازل فرمائی۔ (٧)

رسولِ کائنات ﷺ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعلق سے ارشاد فرماتے ہیں:

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِي مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَ فِيْهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ۔ (٨)

میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کے سفینے کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات یاب ہوا اور جو پیچھے رہ گیا غرق ہوگیا۔

جس طرح اہل بیت اطہار سے محبت و عقیدت ایمان کی دلیل ہے، اسی طرح تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت بھی عین ایمان ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ۔ (٩)

---

(٧) الصواعق المحرقہ، ص:٢٠٠، امام احمد بن حجر ہیتمی مکی

(٨) کنز العمال، ج:٢، ص:١٢٣١، حدیث: ٣٤١٥١، علامہ علاء الدین متقی ہندی، بیت الافکار الدولیۃ

(٩) مشکاۃ المصابیح، ص:٥٥٤، امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی مجلس

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

اگر روے زمین پر کوئی ایسا شخص ہے جو اہل بیت کرام سے محبت کا دم بھرتا ہے اور بعض صحابۂ کرام کو گالیاں دیتا ہے، یا کوئی عام صحابۂ کرام کے تعلق سے خوش اعتقاد ہے مگر اہل بیت کے تعلق سے دل میں کچھ کجی رکھتا ہے تو ایسا شخص خارج اسلام اور دشمن رسول ہے۔

ہم اہل سنت، صحابۂ کرام کی عقیدت و محبت کا جہاں دم بھرتے ہیں وہیں دل میں اہل بیت نبوت کی محبت و مودت کا چراغ بھی روشن رکھتے ہیں، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناو ہے عترت رسول اللہ کی

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے ”اصحابي كالنجوم“ اور ”مثل أهل بيتي مثل سفينة نوح“ دونوں حدیث کی ترجمانی کی ہے۔

اس ضروری گفتگو کے بعد اب اکابر و مشائخ کی تحریروں کا ایک انتخاب پیش ہے جس سے اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان کی محبت اور وابستگی کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوگا اور ان سے دوری اور نفرت کی وجہ سے خسران نعمت اور حرماں نصیبی کی داستان بھی معلوم ہوگی۔ لیجیے ان کے اقوال و ارشاد اور واقعات و حکایات سے دیدہ و دل روشن کیجیے:

اقوال وارشادات

سید الصحابہ ورئیس الاکابر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

"رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی خدمت مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔"

اور فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احترام کے پیشِ نظر اہل بیت کا احترام کرو"۔(۱۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اہل بیت کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(۱۱)

حافظ زرندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"تمام علماے مجتہدین اور ائمۂ مہتدین کے لیے اہل بیت کی محبت میں بڑا حصہ اور نمایاں فخر تھا، جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

میں (امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی) کہتا ہوں حافظ زرندی نے علماے مجتہدین اور ائمۂ مہتدین کی قید اس لیے لگائی کہ وہ امت کے مقتدا ہیں، جب ان کا یہ

---

(۱۰) برکات آلِ رسول از: علامہ عبد الحکیم شرف قادری، ص:۲۴۹، ترجمہ: الشرف المؤبد لآل محمد، از: علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، رضا اسلامک مشن، بریلی شریف

(۱۱) برکات آلِ رسول، ص:۲۴٤، علامہ نبہانی، علامہ شرف قادری، رضا اسلامک مشن، بریلی شریف

طریقہ ہے تو کسی مومن کو لائق نہیں کہ ان سے پیچھے رہے؛ کیوں کہ وصف ایمان اہل بیت کی محبت کے واجب ہونے کے لیے کافی ہے، جس قدر ایمان زیادہ ہوگا، محبت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی، اسی لیے علماے مجتہدین اور ائمہ مہتدین کے لیے ان کی محبت میں بڑا حصہ اور نمایاں فخر تھا۔(۱۲)

ائمۂ اربعہ اور حب اہلِ بیت:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم بن عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حمایت کی اور لوگوں کو فتویٰ دیا کہ لازماً ان کے ساتھ اور ان کے بھائی محمد کے ساتھ رہیں۔ کہتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قید و بند در حقیقت اسی سبب سے تھی، اگرچہ بظاہر سبب یہ تھا کہ آپ نے منصب قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

امامِ اہل مدینہ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم بن زید بن علی زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حمایت کی اور لوگوں کو فتویٰ دیا کہ ان کے ساتھ رہنا ضروری ہے اس لیے کئی سال روپوش رہے، بعض نے کہا کہ امام اعظم ابو حنیفہ نے ابراہیم بن عبد اللہ محض کی حمایت کی تھی اور امام مالک نے ان کے بھائی حضرت محمد کی حمایت کی تھی۔

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں کہ اہل بیت کے بارے میں مجھے امام جلیل احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی خاص بات کا علم نہیں ہے، لیکن وہ کمال تقویٰ اور دقتِ نظر کے باوجود یزید کے کفر اور اس پر لعنت کے جائز ہونے کے قائل تھے، اس کا سبب یہی تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آلِ پاک سے کامل محبت رکھتے تھے۔

---

(۱۲) برکات آلِ رسول، ص:۲۴۹، علامہ نبہانی، علامہ شرف قادری، رضا اسلامک مشن، بریلی شریف

نبی اکرم ﷺ کے چچا کی اولاد امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کی آلِ پاک کی شدید محبت کی بنا پر اس حال میں بغداد لے جائے گئے کہ وہ پابند سلاسل تھے، اس سلسلے میں انھیں ایسے امور پیش آئے جن کی تفصیل طویل ہے، اہل بیت کرام سے ان کی محبت یہاں تک پہنچی کہ کج رو گمراہوں نے انھیں رفض کی طرف منسوب کر دیا حالاں کہ وہ اس سے قطعًا بری تھے۔ (۱۳)

حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۴۰۰ھ، وفات: ۴۶۵):

رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت وہ حضرات ہیں جن کی طہارت ازل سے مخصوص ہے، ان میں کا ہر فرد طریقت میں جامع و مکمل تھا۔ مشائخ طریقت اور صوفیہ کے ہر عام و خاص فرد کے یہ امام رہے ہیں۔ (۱۴)

امام احمد بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۹۰۹ھ، وفات: ۹۷۳ھ):

سیدوں کی تنقید سے چشم پوشی کرنا چاہیے کیوں کہ اہل بیت کے فاسقوں کا فعل ناپسندیدہ ہے ان کی ذات ناپسندیدہ نہیں کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جسم کا ٹکڑا ہیں اگرچہ ان میں اور رسول اللہ ﷺ میں کتنے ہی واسطے ہوں۔ (۱۵)

---

(۱۳) برکات آلِ رسول، ص:۲۵۰، علامہ نبہانی، علامہ شرف قادری، رضا اسلامک مشن، بریلی شریف

(۱۴) کشف المحجوب اردو، ص:۱۱۵، داتا گنج بخش ہجویری، غلام معین الدین نعیمی، رضوی کتاب گھر، دہلی

(۱۵) الصواعق المحرقہ، ص:...... امام احمد بن حجر ہیتمی مکی

امام ابو سعید مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اے فاطمہ! تیری ناراضی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور تیری رضا سے خدا راضی ہوتا ہے۔ تو جو ان کی اولاد میں سے کسی کو اذیت دے تو اس نے بڑی خطرناک بات مول لے لی کیوں کہ ان کی اذیت حضرت فاطمہ کو ضرور دکھ پہنچائے گی اور جس نے ان سے محبت کی تو جناب زہرا کی رضا مندی کا حق دار ہوا۔ (شرف النبوت) (۱۶)

شیخ ابوطالب محمد بن عطیہ حارثی مکی

(ولادت: ......، وفات: ۳۸۶ھ)

جناب رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ و اہل بیت کو افضل سمجھے اور ان کے باہمی نزاعات کے بارے میں خاموش رہے، ان کے محاسن و فضائل بیان کرے تاکہ قلب میں ان کی محبت پیدا ہو، انھوں نے جو کچھ کہا اسے قبول کرے۔ اس لیے کہ ان کی عقل ہم سے زیادہ اعلیٰ تھی، ان میں سے ہر ایک نے اپنے علم پر اور منتہاے عقل پر عمل کیا جو انھیں اجتہاد سے معلوم ہوا۔ (۱۷)

سیدی عبدالوہاب شعرانی:

(ولادت ۸۹۷ھ، وفات: ۹۷۳ھ)

”مجھ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میں سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتا ہوں اگرچہ لوگ ان کے نسب میں طعن کرتے ہوں، میں اس تعظیم کو

---

(۱۶) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۲۷، امام احمد رضا قادری بریلوی، رضا اکیڈمی ممبئی

(۱۷) قوت القلوب اردو، ج:۲، ص:۲۹۶، ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی مکی، ترجمہ: مولانا ناصر عالم، اسیر چول پبلی کیشنز، نئی دھلی

اپنے اوپر ان کا حق تصور کرتا ہوں، اسی طرح علما و اولیا کی اولاد کی تعظیم شرعی طریقے سے کرتا ہوں، اگرچہ وہ متقی نہ ہوں پھر میں سادات کی کم از کم اتنی تعظیم و تکریم کرتا ہوں، جتنی والیِ مصر کے کسی بھی نائب یا لشکر کے قاضی کی ہو سکتی ہے۔“ (۱۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

(ولادت: ۹۷۱ھ، وفات: ۱۰۳۴ھ)

گوئیم چگونہ عدمِ محبت اہل بیت در حق اہل سنت گمان بردہ شود کہ آں محبت نزد ایں بزرگواراں جزو ایمان است و سلامتی خاتمہ را بہ رسوخ آں محبت مربوط ساختہ اند ---محبت اہل بیت سرمایۂ اہل سنت است مخالفاں ازیں معنی غافل اندو از محبت ایشاں جاہل، جانب افراط را خود اختیار کردہ اند و ماورا افراط را تفریط انگاشتہ حکم بہ خروج نمودہ اند و مذہب خوارج انگاشتہ اند۔ نہ دانستہ اند کہ درمیان افراط و تفریط حدیست وسط کہ مرکز حق است و موطنِ صدق کہ نصیب اہل سنت گشتہ است۔ شَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی سَعْیَہُمْ۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ گمان کیسے کیا جاسکتا ہے کہ اہل سنت کو اہل بیت سے محبت نہیں جب کہ یہ محبت ان بزرگوں کے نزدیک جز و ایمان ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر موقوف ہے۔ اہل بیت کی محبت تو اہل سنت کا سرمایہ ہے مگر مخالفین اس حقیقت سے غافل اور اہل بیت کی محبت سے جاہل ہیں، انھوں نے جانب افراط کو اختیار کیا اور افراط کے علاوہ کو تفریط خیال کر کے خروج کا حکم لگا دیا اور سب کو خارجی سمجھ لیا، یہ نہیں جانتے کہ افراط و تفریط کے درمیان ایک حدِ وسط ہے جو مرکز حق اور موطن صدق بنے جو اہل سنت کو نصیب

---

(۱۸) برکات آلِ رسول، ص: ۲۵۲، ۲۵۳، علامہ نبہانی، علامہ شرف قادری، رضا اسلامک مشن، بریلی شریف

ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کا بدلا دے گا۔(۱۹)

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت:۱۱۱۱ھ،وفات:۱۱۹۵ھ)

شاہ غلام علی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: محبت اہل بیت موجب ایمان اور سرمایۂ بقاے تصدیق ایمان ہے میرا کوئی عمل سواے ان حضرات کی محبت کے وسیلۂ نجات نہیں۔(ملفوظات)(۲۰)

شیخ امان پانی پتی شارح لوائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۸۷٦ھ، وفات: ۹۹۷ھ):

سرمایۂ درویشی پیش ما دوچیزاست تہذیب اخلاق و محبت خاندان پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سرمایۂ درویشی میرے نزدیک دو چیزیں ہیں ایک تہذیب اخلاق ، دوسری محبت اہل بیت نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

چناں چہ وہ اسی غلبۂ محبت اہل بیت کی وجہ سے سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتے یہاں تک کہ بوقت درس و تدریس بھی اگر کسی سید لڑکے کو دیکھ لیتے، اگرچہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوتا تو احتراماً کھڑے ہوجاتے اور جب تک وہ نظروں کے سامنے رہتا کھڑے رہتے، ہرگز نہ بیٹھتے۔(۲۱)

---

(۱۹) مکتوبات امام ربانی، ج:۲، ص:۷۹، مکتوب: ۳٦، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرهندی، ایشیق کتابوی، ترکی

(۲۰) سفینۂ نوح، ص:۳۳، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، رضوی کتاب گھر، دهلی

(۲۱) اخبار الاخیار، ص:٤۹٦، شیخ عبد الحق محدث دهلوی، ادبی دنیا دهلی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت:۱۱۱۴ھ، وفات:۱۱۶۷ھ)

"میں نے ارواح اہل بیت نبوت کو خطیرۃ القدس میں بہ اتم وجہ و اجمل وضع مشاہدہ کیا ہے، اور سمجھا کہ ان کو برا جاننے والا بڑے خطرے میں ہے۔" (۲۲)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۱۱۵۹ھ ، وفات: ۱۲۳۹ھ)

صوفیۂ اہل سنت کے تمام سلسلے طریقت میں ائمۂ اہل بیت پر منتہی ہوتے ہیں، لہٰذا یہ حضرات اہل بیت جمیع فرق اہل سنت کے پیر و مرشد ہیں اور جاننا چاہیے کہ اہل سنت کے نزدیک پیر و مرشد کی عظمت و وقعت کس مرتبے پر ہے، اور وہ پیروں سے کیسی عقیدت و محبت رکھتے ہیں کہ ان کے بغض و اہانت کو ارتدادِ طریقت جانتے ہیں تو انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ اس علاقہ سے اہل سنت کو اہل بیت نبوت سے کس قدر عقیدت و محبت ہوگی۔ لہٰذا بغض اہل بیت کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے اور یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہے۔ (تحفۂ اثنا عشریہ) (۲۳)

امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

(ولادت: ۱۲۷۲ھ ، وفات: ۱۳۴۰ھ)

سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب

---

(22) سفینۂ نوح، ص:۳۳، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، رضوی کتاب گھر، دھلی

(۲۳) سفینۂ نوح، ص:۳۳، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، رضوی کتاب گھر، دھلی

عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا۔

حدیث میں ہے: ان کا فاطمہ نام اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا۔ (کنز العمال)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔ (کنز العمال) (۲۴)

یہ فقیر ذلیل بحمدہٖ تعالیٰ حضرات سادات گرامی کا ادنیٰ غلام و خاک پا ہے، ان کی محبت و عظمت ذریعۂ نجات و شفاعت جانتا ہے اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بدمذہب بھی ہوجائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچے ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہوجاتی ہے۔

اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں۔ جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں، نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے، اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں، لوگ اپنے نسب پر امین ہیں۔

ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے، میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا، انھوں نے فرمایا میں سید ہوں، کہا کیا سند ہے تمھارے سید ہونے کی؟ رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا معرکۂ حشر

---

(۲۴) فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۲، ص: ۲۰۷، امام احمد رضا قادری بریلوی، رضا اکیڈمی، ممبئی

ہے یہ شفاعت خواہ ہوا، اعراض فرمایا، اس نے عرض کی میں حضور کا امتی ہوں، فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی۔⁽²⁵⁾

علما تشریح فرماتے ہیں کہ مدینہ کے باشندوں کی تعظیم کرو، اگرچہ ان سے بدعت وغیرہ کا صدور ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی پاسداری ضروری ہے تو تمھارا رسول اللہ ﷺ کی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے۔⁽²⁶⁾

فقیہ ملت مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۱۳۵۲ھ — وفات: ۱۴۲۲ھ)

اس زمانے میں بھی ایسے لوگ بہت ہیں جو اہل بیت نبوت اور خاندان رسالت سے نفرت کرتے ہیں، ان کے فضائل و مناقب نہیں سن سکتے، اگر کوئی محبت والا ان حضرات کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے تو ان کی پیشانیوں میں بل پڑ جاتے ہیں، چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے اور فوراً یزید خبیث کی حمایت کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں، اسے برحق بتاتے ہیں اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اسے یاد کرتے ہیں اور نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اقتدار کی ہوس کا الزام لگاتے ہیں اور انھیں باغی قرار دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور وہ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے پیارے محبوب، دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرتے ہیں، ان کے علم کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے علم کے برابر بتاتے ہیں۔ (حفظ الایمان، ص:۸) اور شیطان و ملک الموت سے حضور کا علم کم ٹھہراتے ہیں۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱) تو

---

(۲۵) فتاویٰ رضویہ، ج ۱۲، ص: ۱۲۵، امام احمد رضا قادری بریلوی، رضا اکیڈمی، ممبئی

(۲۶) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۲۷، امام احمد رضا قادری بریلوی، رضا اکیڈمی، ممبئی

ایسے لوگ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اقتدار کی ہوس کا الزام لگائیں اور ان کو باغی قرار دیں تو کوئی تعجب نہیں کہ اللہ کے پیاروں کی توہین و گستاخی یہی ان کا مذہب ہے۔ حضور اور ان کے اہل بیت کی محبت جو مدار ایمان ہے اس سے ان کے قلوب خالی ہیں، اور ان کے دلوں میں ایمان نہیں بلکہ ایمان والے کبھی ایسی بکواس نہیں کر سکتے۔ (۲۷)

واقعات وحکایات

حضرت عمر فاروق اور تکریم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں فرمایا: یحییٰ ابن سعید انصاری، عبید بن حنین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ میں منبر پر چڑھا اور کہا: میرے باپ کے منبر سے اتریے اور اپنے باپ کے منبر پر جائیے حضرت عمر نے فرمایا: میرے باپ کا منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔

میں اپنے سامنے رکھی ہوئی کنکریوں سے کھیلتا رہا، جب آپ منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے پھر مجھے فرمایا: کتنا اچھا ہو اگر آپ گاہے گاہے تشریف لائیں۔ فرماتے ہیں: ایک دن میں ان کے پاس گیا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تنہائی میں مصروف گفتگو تھے اور عبد اللہ بن عمر دروازے پر کھڑے تھے، ابن عمر واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آگیا۔

بعد میں حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا: کیا بات ہے میں

---

(۲۷) خطبات محرم، ص: ۲۶۰، مفتی جلال الدین احمد امجدی، کتب خانہ امجدیہ، براؤں شریف بستی

نے آپ کو نہیں دیکھا؟ میں نے کہا: امیر المومنین! میں آیا تھا آپ حضرت معاویہ سے گفتگو فرما رہے تھے تو میں ابن عمر کے ساتھ واپس آگیا، انھوں نے فرمایا:

" آپ ابن عمر سے زیادہ حق دار ہیں، ہمارے سروں کے بال اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اگائے ہیں۔ "

عمر بن عبد العزیز کا نبیرۂ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سلوک:

ابو الفرح اصفہانی ، عبید اللہ بن عمر قواریری سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ ابن سعید نے سعید بن ابان قرشی سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن، حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس گئے وہ نو عمر تھے ان کی بڑی بڑی زلفیں تھیں، حضرت عمر بن عبد العزیز نے انھیں اونچی جگہ بٹھایا، ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی ضرورتیں پوری کیں پھر ان کے جسم کے ایک بل کو اتنا دبایا کہ انھوں نے تکلیف محسوس کی اور فرمایا شفاعت کرنے کے لیے اسے یاد رکھنا جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی قوم نے انھیں ملامت کی اور کہا آپ نے ایک نو عمر بچے کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ انھوں نے فرمایا: مجھے معتبر آدمی نے بیان کیا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سن رہا ہوں، آپ نے فرمایا:

"فاطمہ میری لخت جگر ہیں ان کی خوشی کا سبب میری خوشی کا باعث ہے۔"

اور میں جانتا ہوں کہ اگر حضرت فاطمۃ الزہرا تشریف فرما ہوتیں تو میں نے جو کچھ ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے اس سے خوش ہوتیں، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے جو ان کے پیٹ کی چٹکی لی ہے اور جو کچھ آپ نے انھیں کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا:

"بنو ہاشم کا ہر فرد شفاعت کرے گا، مجھے توقع ہے کہ مجھے ان کی شفاعت حاصل ہوگی۔"

انہی حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ میں کسی

کام سے حضرت عمر بن عبد العزیز کے دروازے پر گیا، انھوں نے فرمایا: جب آپ کو مجھ سے کوئی کام ہو تو پیغام بھیج دیا کریں یا تحریر فرما دیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں آپ کو اپنے دروازے پر دیکھوں۔

جعفر بن سلیمان اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جب جعفر بن سلیمان نے امام مالک کو کوڑے لگوائے اور جو سزا دینی تھی دی اور انھیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر لے جایا گیا لوگ آپ کے پاس آئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مارنے والے کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا:

”مجھے خوف ہے کہ مرنے کے بعد بارگاہِ رسالت میں حاضری ہوگی تو مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حیا آئے گی کہ میری وجہ سے آپ کی آل کا ایک فرد جہنم میں جائے۔“

کہتے ہیں کہ خلیفہ منصور نے آپ سے کہا کہ میں جعفر سے آپ کا بدلا دلواتا ہوں تو امام نے فرمایا: خدا کی پناہ ایسا نہیں ہوسکتا بخدا جب چابک میرے جسم سے اٹھتا تھا تو میں انھیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کی بنا پر معاف کر دیتا تھا۔

اہل بیت کی حاجت برآری اور حج کی ابدی سعادت:

شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی اپنی تصنیف ”مسامرات الاخیار“ میں اپنی سند متّصل سے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدمین کو حج کی آرزو تھی، انھوں نے فرمایا:

”مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے، میں نے ان کے ساتھ حج کے لیے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو دینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تاکہ حج کی ضروریات خرید لاؤں میں ایک راستے سے گزر رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں

سید زادی ہوں، میری بچیوں کے تن ڈھاپنے کے لیے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا، اس کی گفتگو میرے دل میں اتر گئی میں نے وہ پانچ سو دینار اس کے دامن میں ڈال دیے اور انھیں کہا: آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں سے اپنی ضروریات پوری کریں، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور واپس آگیا، اللہ تعالیٰ نے اس بار حج پر جانے کا شوق میرے دل سے نکال دیا، دوسرے لوگ چلے گئے، حج کیا اور واپس لوٹ آئے، میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انھیں سلام کر آؤں، چناں چہ میں گیا جس دوست سے ملتا اسے سلام کہتا اور کہتا اللہ تعالیٰ تمھارا حج قبول فرمائے اور تمھاری کوشش کی جزائے خیر عطا فرمائے تو وہ مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمھارا حج بھی قبول فرمائے، کئی دوستوں نے اسی طرح کہا، رات کو سویا تو نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: لوگ تمھیں حج کی جو مبارک باد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کرو تم نے ایک کمزور اور ضرورت مند کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ہوبہو تجھ جیسا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمھاری طرف سے حج کرے گا، اب اگر چاہو تو حج کرو، چاہو تو حج نہ کرو۔“

تیمور لنگ اور آلِ نبی کی محبت کا صلہ:

شیخ زین الدین عبد الرحمن خلال بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرضِ موت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہوا، منہ سیاہ ہوگیا اور رنگ بدل گیا، جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس سے صورت حال بیان کی تو اس نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”اسے چھوڑ دو کیوں کہ یہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا چناں چہ وہ چلے گئے۔“

شمس الدین محمد بن حسن خالدی فرماتے ہیں: ہمارے ایک ساتھی نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے پاس تیمور لنگ کو دیکھا، اس ساتھی نے کہا: اے دشمنِ خدا! تم یہاں پہنچ گئے ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے محمد! اس کا سبب یہ ہے کہ یہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا۔“

اہل بیت کی خدمت اور مجوسی کا اسلام:

شیخ عدوی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابن جوزی کی تصنیف ملتقط سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا اس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں قضائے الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ شماتتِ اعدا کے خوف سے سمر قند چلی گئی، میں وہاں سخت سردی میں پہنچی، میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی، میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں، میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ رئیس شہر ہے۔ میں اس کے پاس پہنچی اور اپنا حالِ زار بیان کیا اس نے کہا اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو، اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی، میں واپس مسجد کی طرف چل دی میں نے راستے میں ایک بوڑھے کو بلند جگہ بیٹھا ہوا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے، میں نے سوچا ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوجائے چناں چہ میں اس کے پاس پہنچی، اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیس شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔

اس نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا: اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ، کہ وہ کپڑے پہن کر اور تیار ہوکر آئے، چناں چہ وہ آئی اور اس کے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں، بوڑھے نے اسے کہا: اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا اور اس کی بیٹیوں کو

اپنے گھر لے آ، وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی، شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لیے الگ رہائش کا انتظام کیا، ہمیں بہترین کپڑے پہنائے، ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے وقت رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لواء الحمد نبی اکرم ﷺ کے سر انور پر لہرا رہا ہے، آپ نے اس رئیس سے اعراض فرمایا، اس نے عرض کی حضور آپ مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں حالاں کہ میں مسلمان ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو، وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ عورت ہے۔

رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا، اس نے اپنے غلاموں کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا، اسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے، یہ رئیس اس مجوسی کے پاس گیا اور کہا: وہ علوی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا: میرے گھر میں ہے، رئیس نے کہا: اسے میرے ہاں بھیج دو، شیخ نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا، رئیس نے کہا: مجھ سے یہ ہزار دینار لے لو اور اسے میرے ہاں بھیج دو شیخ نے کہا: بخدا ایسا نہیں ہوسکتا، اگرچہ تم لاکھ دینار بھی دو۔ جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا: جو خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا ہے، تم اس لیے فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب اسی وقت ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوچکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہوچکی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا: چوں کہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے اس لیے یہ محل تمھارے لیے اور تمھارے گھر والوں کے لیے ہے اور تم جنتی ہو۔

قاہرہ کا گورنر اور ایک آلِ رسول موٴذن:

علامہ مقریزی فرماتے ہیں: مجھے رئیس شمس الدین محمد بن عبد اللہ عمری نے بیان کیا کہ میں ایک دن قاضی جمال الدین محمود عجمی کی خدمت میں حاضر ہوا جو قاہرہ کے محتسب (گورنر) تھے، وہ اپنے نائبوں اور خادموں کے ہمراہ سید عبد الرحمٰن طباطبی موٴذن کے گھر تشریف لے گئے ان سے اجازت طلب کی وہ اپنے گھر سے باہر آئے تو انھیں محتسب کے ان کے ہاں آنے پر حیرت ہوئی، وہ انھیں اندر لے گئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر چلے گئے اور سید عبد الرحمٰن کے سامنے اپنے اپنے مرتبے کا لحاظ کرتے ہوئے بیٹھ گئے جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو قاضی جمال الدین نے کہا: حضرت مجھے معاف کر دیجیے، انھوں نے پوچھا جناب کیوں معاف کردوں؟ انھوں نے کہا کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ یعنی ملک ظاہر برقوق کے سامنے بیٹھا تو آپ تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ بیٹھ گئے، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے اونچے کیوں بیٹھے ہیں؟ رات کو میں سویا تو مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے فرمایا: محمود! تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے؟ یہ سن کر عبد الرحمن رو پڑے اور کہا جناب میں کون ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یاد فرمائیں، یہ سننا تھا کہ تمام حاضرین کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں، سب نے سید صاحب سے دعا کی درخواست کی اور واپس آ گئے۔

اہل بیت کی خصوصیت:

سیدی محمد فاسی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا کیوں کہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے، خواب میں نبی اکرم

ﷺ نے میرا نام لے کر فرمایا: اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی خدا کی پناہ! یارسول اللہ! میں تو ان کے خلافِ سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں، فرمایا: کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کی ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: یہ نافرمان اولاد ہے، جب میں بیدار ہوا تو ان میں سے جس سے بھی ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا۔

سید زادے کے ساتھ ناگواری اور ایک عالم کا حشر:

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ عراق کا ایک امیر سادات سے شدید محبت رکھتا تھا اور ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتا تھا، اس کی مجلس میں جب کوئی سید موجود ہوتا تو انھیں سب سے آگے بٹھاتا اگرچہ وہاں ان سے زیادہ مال دار اور بڑے مرتبے والا دنیا دار موجود ہوتا، ایک دفعہ ایک سید اس امیر کی مجلس میں آئے، اس وقت وہاں ایک بہت بڑا عالم موجود تھا، سید صاحب کو بیٹھنے کے لیے جو جگہ ملی وہ اس عالم سے اونچی تھی، وہ اس جگہ بیٹھ گئے، وہ اس کے مستحق بھی تھے اور جانتے تھے کہ امیر اس سے راضی ہوگا۔ اس سے عالم کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور اس نے نامناسب گفتگو شروع کردی، امیر نے اس کی بات پر توجہ نہ دی اور دوسری بات شروع کردی۔

کچھ دیر بعد جب یہ معاملہ بھول گیا تو امیر نے اس عالم کے بیٹے کے متعلق پوچھا جو تحصیل علم میں مصروف تھا، اس عالم نے کہا: وہ متون یاد کرتا ہے اسباق پڑھتا ہے، اس نے یہ پڑھا ہے وہ پڑھا ہے، اس کا ایک سبق صبح کے وقت مقرر ہے ایک سبق دوسرے وقت متعین ہے، اسی طرح اس کے دیگر حالات بیان کرتا رہا، امیر نے کہا: کیا تو نے اس کے لیے ایسا نسب بھی مہیا کیا ہے اور اسے ایسی

شرافت بھی سکھائی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اولاد میں سے ہوجائے، عالم اپنی حرکت فراموش کر چکا تھا، اس نے کہا: یہ فضیلت فراہم کرنے اور سکھانے سے حاصل نہیں ہوسکتی، یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اس میں کسب کو دخل نہیں، امیر نے بڑے زور سے کہا: خبیث! جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو تونے سید صاحب کے اونچی جگہ بیٹھنے کو کیوں ناگوار محسوس کیا؟ بخدا! آئندہ تم میری مجلس میں نہیں آؤگے، پھر حکم دیا اور اسے وہاں سے نکلوا دیا۔(۲۸)

یہ تمام واقعات برکات آلِ رسول از علامہ عبد الحکیم شرف قادری سے ماخوذ ہیں، جو امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ”الشرف المؤبد لآل محمد“ کا اردو ترجمہ ہے۔

---

(۲۸) برکات آلِ رسول، ص:۲٦٠ تا ۲۷٠، علامہ نبہانی، علامہ شرف قادری، رضا اسلامک مشن، بریلی شریف

منظوم خراج عقیدت

شعر مافی الضمیر اور واردات قلب کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے، شعر کی صورت میں کہی ہوئی باتوں کے اندر معنی آفرینی کے ساتھ اثر آفرینی کا عنصر بھی نمایاں رہتا ہے، اس لیے ہمارے بہت سے مشائخ نے اپنے خیالات و نظریات کے اظہار کے لیے اس کا سہارا لیا۔

اہل بیت اطہار کی شان والا درجت میں ارباب دین و دانش نے بڑے ہی والہانہ انداز میں گل ہائے عقیدت پیش کیے ہیں۔ لیجیے ان کی بھینی بھینی خوش بوؤں سے آپ بھی مشام جاں معطر کیجیے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ولادت: ۱۵۰ھ، وفات: ۲۰۴ھ)

آلُ النَّبِيِّ ذَرِيْعَتِي
وَهُمْ إِلَيْهِ وَسِيْلَتِيْ

اہل بیت نبی، اللہ کی بارگاہ میں میرے لیے ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

اَرْجُوْ بِهِمْ أُعطى غَدًا
بِيَدِ الْيَمِيْنِ صَحِيْفَتِي(۲۹)

مجھے امید ہے کہ روز قیامت ان کے طفیل مجھے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

---

(۲۹) دیوان الامام الشافعی، ص:۲۷، امام محمد بن ادریس شافعی، مکتبۃ الآداب، قاھرہ

قَالُوْا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ كَلَّا
مَا الرِّفْضُ دِيْنِيْ وَلَا اعْتِقَادِيْ

جن جاہلوں نے مجھے کہا کہ تو رافضی ہوگیا ہے تو میں نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں، میرا دین و اعتقاد رافضیوں کا سا نہیں ہے۔

لٰكِنْ تَوَلَّيْتُ غَيْرَ شَكٍّ
خَيْرَ اِمَامٍ وَّ خَيْرَ هَادٍ(۳۰)

لیکن اس میں شک نہیں کہ بہتر امام اور بہتر ہادی کے ساتھ دوستی و محبت رکھتا ہوں۔

* * *

يَا رَاكِبًا قِفْ بِالْمُحصَّبِ مِنْ مِنٰى
وَاهتِف بقاعِدِ خَيْفِها وَالناهضِ

اے سوار! منیٰ کی وادیِ محصب میں ٹھہر اور مقام خیف میں اٹھنے اور بیٹھنے والوں سے کہہ۔

سَحْرًا إذا فَاضَ الْحَجِيْجُ إلى مِنٰى
فيضًا كملتطِمِ الفُرات الفائض

بہ وقت سحر جب حجاج تلاطم خیز موجوں کی طرح منیٰ کی طرف بڑھیں۔

اِن كان رَفضًا حبُ اٰلِ محمدٍ
فليشهد الثقلان أني رَافِضِي(۳۱)

اگر بالفرض آلِ محمد ﷺ کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو دونوں جہاں گواہ رہیں کہ میں ضرور رافضی ہوں۔

---

(۳۰) دیوان الامام الشافعی، ص:۳۸، امام محمد بن ادریس شافعی، مکتبۃ الآداب، قاھرہ

(۳۱) دیوان الامام الشافعی، ص:۵۹، امام محمد بن ادریس شافعی، مکتبۃ الآداب، قاھرہ

یَا آلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللہِ حُبُّکُمْ
فَرضٌ مِنَ اللہِ فِی القراٰن اَنْزَلَہٗ

اے اہل بیت رسول (ﷺ) آپ کی محبت اللہ کی طرف سے فرض ہے جس کا حکم اس نے قرآن میں نازل فرمایا ہے۔

یَکْفِیْکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الفخرِ اِنَّکُمْ
مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَاصَلَاۃَ لَہٗ(۳۲)

آپ کی عظمت و شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے آپ پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہ ہوئی۔

إذا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِیًّا فَإِنَّنَا
رَوَافِضُ بِالتَّفْضِیْلِ عندَذَوِیْ الْجَھْلِ

جب ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کی تو جاہلوں کے نزدیک رافضی ہوگئے۔

وَ فَضْلُ اَبِی بکرٍ إذَا مَاذَکَرْ تُہٗ
رُمیتُ بِنَصْبٍ عند ذکري لِلفَضْلِ

اور جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں تو ہم پر ناصبی ہونے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

فَلَا زلتُ ذَا رَفضٍ ونصب کِلاھما
بُحُبِّیھما حتی اُوَسَّدَ فی الرَّمْلِ (۳۳)

---

(۳۲) دیوان الامام الشافعی، ص:۷٦، امام محمد بن ادریس شافعی، مکتبۃ الآد اب، قاھرہ

(۳۳) دیوان الامام الشافعی، ص:۸۲، امام محمد بن اد ریس شافعی، مکتبۃ

تو میں ان دونوں (صدیق و علی) کی محبت میں، میں رافضی اور ناصبی ہی رہوں گا یہاں تک کہ قبر میں چلا جاؤں۔

إذا فِي مجلسٍ نَذْكُرْ عَلِيًّا
وَ سِبْطَيْهِ و فا طمةَ الزَّكِيَّه

جب ہم کسی مجلس میں حضرت علی ان کے دونوں صاحب زادگان اور طہارت مآب فاطمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

يِقال: تَجاوَزُوْا يا قومُ هٰذا
فهٰذا مِنْ حَدِيْثِ الرَّافِضِيَّه

تو کہا جاتا ہے کہ تم تو حد سے تجاوز کر رہے ہو، یہ تو رافضیوں کی سی باتیں ہیں۔

بِرِيْتُ إلى المُهَيْمِنِ مِن اُنَاسٍ
يَرَونَ الرِّفْضَ حُبَّ الفاطِمِيَّة (۳۴)

میں ایسے لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو آلِ فاطمہ کی محبت کو رفض سمجھتے ہیں۔

حضرت ابو الحسن بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اُحِبُّ النَّبِيَّ الْمُصْطَفٰى وَابْنَ عَمِّهٖ
عَلِيًّا وَّسِبْطَيْهِ وَفَا طِمَةَ الزَّهْرَا

میں نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے چچا زاد بھائی حضرت علی، ان کی اولاد حسنین کریمین اور فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھتا ہوں۔

هُمْ اَهْلُ بَيْتٍ اُذْهِبَ الرِّجْسُ عَنْهُمْ
وَ اَطْلَعَهُمْ اُفُقَ الْهِدَ ايَةِاَنْجُمًا زَهْرَا

الآد اب، قاهره

(۳۴) دیوان الامام الشافعی، ص:۱۱۳،امام محمد بن اد ریس شا فعی، مکتبۃالآداب، قاهره

یہی اہل بیت ہیں جن سے ہر قسم کی ناپاکی دور کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانِ ہدایت پر روشن ستارے بنا کر چمکایا۔

وَمَوَالَاتُهُمْ فَرْضٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ
وَحُبُّهُمْ اَسْنَی الذَّخَائِرِ لِلْاُخْرَی

ان کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے، اور ان کی محبت بہترین اور بلند ترین ذخیرۂ آخرت ہے۔

وَمَا اَنَا لِلصَّحْبِ الْكِرَامِ بِمُبْغِضٍ
فَاِنِّیْ اَرَی الْبُغْضَاءَ فِیْ حَقِّهِمْ كُفْرًا

میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھنے والا نہیں اس لیے کہ ان سے بغض رکھنا کفر سمجھتا ہوں۔

هُمْ جَاهَدُوْا فِی اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
وَهُمْ نَصَرُوْا دِیْنَ الْهُدٰی بِالظُّبَا نَصْرًا

انھوں نے اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کیا جیسا کہ اس کا حق تھا اور انھوں نے دین ہدایت کی ایسی مدد کی جیسا کہ اس کا حق تھا۔

عَلَيْهِمْ سَلَامُ اللهِ مَادَامَ ذِكْرُهُمْ
لَدَی الْمَلَأِ الْاَعْلٰی وَاَكْرِمْ بِهٖ ذِكْرًا (۳۵)

ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو جب تک ان کا ذکر ملأ اعلیٰ میں ہوتا رہے اور یہ ذکر کس قدر مکرم و معظم ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۵۶۰ھ وفات: ۶۳۸ھ)

فَلَا تَعْدِلْ بِاَهْلِ الْبَيْتِ خَلْقًا
فَاَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ اَهْلُ السِّيَادَة

---

(۳۵) نور الابصار، ص:۱۲۷، شیخ مؤمن بن حسن مؤمن شبلنجی، ابناء مولوی محمد بن غلام رسول سورتی، ممبئی

اہل بیت کے ساتھ تم کسی مخلوق کو برابر نہ کرو، کیوں کہ اہل بیت ہی اہل سیادت ہیں۔

فَبُغْضُهُمْ مِّنَ الْاِنْسَانِ خُسْرٌ
حَقِيْقِيٌّ وَّ حُبُّهُمْ عِبَادَة (۳٦)

ان کی دشمنی انسان کے لیے حقیقی گھاٹا ہے، اور ان کی محبت عبادت ہے۔

ابوفراس، فرزدق، شاعر عرب:

جب ہشام بن عبد الملک حج کے لیے گیا تو طواف کرتے ہوئے حجر اسود کو چومنے کی بہت کوشش مگر کثرت ہجوم کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکا، اس کے لیے ایک تخت بچھا دیا گیا اس پر بیٹھ کر وہ طواف اور حجر اسود کو چومنے کا منظر دیکھنے لگا۔ اس وقت اس کے ساتھ شامیوں کی ایک جماعت تھی، اسی وقت اچانک حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابوطالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تشریف لائے اور طواف میں مصروف ہوگئے، جب حجر اسود کی طرف بڑھے تو لوگوں نے ان کے لیے خود بہ خود راستہ صاف کر دیا اور انھوں نے بہ آسانی حجر اسود کا بوسہ دیا، یہ دیکھ کر ایک شامی نے پوچھا یہ کون ہے؟ جس سے لوگ اس قدر ہیبت زدہ ہیں، ہشام نے کہا کہ میں تو اسے نہیں جانتا اور اس نے یہ اس ڈر سے کہا تھا کہ اہل شام آپ کے عقیدت مند نہ ہوجائیں، اس وقت وہاں عرب کا مشہور شاعر فرزدق موجود تھا، اس نے کہا میں جانتا ہوں اس کے بعد اس نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے چند اشعار یہ ہیں:

هٰذَا الَّذِيْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطَأَتَهٗ
وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَ الْحَرَمُ

یہ وہ ہے کہ وادی بطحا جس کی روش پہچانتی ہے بیت اللہ اور حل وحرم

---

(۳٦) نور الابصار، ص:۱۲۸، شیخ مؤمن بن حسن مؤمن شبلنجی، ابناء مولوی محمد بن غلام رسول سورتی، ممبئی

اس سے آشنا ہیں۔

هٰذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
هٰذَا التَّقِيُ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمْ

یہ اس کا فرزند ہے جو اللہ کے تمام بندوں سے بہتر ہے۔ یہ خدا ترس پاک و صاف اور قوم کا سردار ہے۔

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ
بِجَدِّهٖ اَنْبِيَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُوْا

یہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کا فرزند ہے اگر تو نہیں جانتا تو جان لے کہ اسی کے جد امجد خاتم النبیین ہیں۔

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هٰذَا بِضَائِرِهٖ
اَلْعُرْبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْكَرْتَ وَالْعَجَمْ

تو تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے؟ اس کو ضرر پہنچانے والا نہیں، کیوں کہ جس سے تونے ناآشنائی کا اظہار کیا اس کو عرب بھی جانتے ہیں اور عجم بھی۔

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا
تَسْتَوْ كِفَانِ وَلَا يَعْرُوْهُمَا الْعَدَمْ

ان کے دونوں ہاتھ سخاوت کی بارش ہیں جن کا فیض عام ہے، ہمیشہ برستے رہتے ہیں اور "نا" کا ان کے یہاں گزر ہی نہیں۔

سَهْلُ الْخَلِيْقَةِ لَا تُخْشٰى بَوَادِرُهٗ
يَزِيْنُهٗ اثْنَانِ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالشِّيَمْ

یہ ایسا نرم خو ہے کہ اس کے غضب ناک ہونے کا خوف ہی نہیں، اس کو دو چیزوں حسن خلق اور حسن طبیعت نے زینت دی ہے۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ إِلَّا ا فِیْ تَشَهُّدِہٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَآءُ ہٗ نَعَمْ

اس نے کبھی لا (نہیں) تو کہا ہی نہیں سوائے کلمۂ شہادت کے اوراگر اس میں لا نہ ہوتا تو ان کا وہ لا بھی نعم (ہاں) ہی ہوتا۔

اِذَا رَأَتْهُ قُرَیْشٌ قَالَ قَائِلُهَا
اِلٰی مَكَارِمِ هٰذَا یَنْتَهِیْ الْكَرَمْ

جب قریش ان کو دیکھتے ہیں کہنے والا کہتا ہے کہ انھیں کے اخلاقِ حسنہ پر جود وکرم کی نہایت ہے۔

یُغْضِیْ حَیَاءً وَّ یُغْضٰی مِنْ مَّهَابَتِہٖ
فَمَا یُكَلِّمُ اِلَّا حِیْنَ یَبْتَسِمُ

یہ تو حیا سے نگاہ نیچی رکھتا ہے اور لوگوں کی نگاہیں اس کی ہیبت سے جھک جاتی ہیں اور کوئی اس سے گفتگو نہیں کرتا مگر جب کہ یہ تبسم فرمائے۔

اَللّٰهُ شَرَّ فَهٗ قِدْ مًا وَّ عَظَّمَهٗ
جَرٰی بِذَاكَ لَهٗ فِیْ لَوْحِہٖ الْقَلَمْ

اللہ نے ازل ہی سے ان کو شرف و کمال بخشا اور بزرگ بنایا ہے اور اس سلسلے میں ان کے لیے لوح محفوظ میں قلم چل چکا ہے۔

مَنْ یَشْكُرِ اللّٰهَ یَشْكُرْ اَوَّلِیَّةَ ذَا
فَالدِّیْنُ مِنْ بَیْتِ هٰذَا نَالَهٗ الْاُمَمْ

جو اللہ کا شکر گزار ہو وہ ان کی اس عظمت و اولیت کا بھی اعتراف کرے کہ دین حق انھیں کے گھر سے پوری دنیا کو نصیب ہوا۔

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِیْنٌ وَّ بُغْضُهُمْ
كُفْرٌ وَّقُرْبُهُمْ مَنْجٰی وَ مُعْتَصَمْ

یہ اس پاکیزہ گروہ کا ایک فرد ہے جن کی محبت دین، بغض کفر، اور قرب ذریعۂ نجات و جا بے پناہ ہے۔

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللهِ ، ذِكْرُهُمْ
فِيْ كُلِّ بَدْءٍ وَمَخْتُوْمٌ بِهِ الْكَلِمُ

ہر ابتدامیں اللہ کے ذکرکے بعد ان کا ذکر مقدم ہے اور اسی پر ہر کلام کی انتہا ہے۔

اِنْ عُدَّ اَهْلُ التُّقٰى كَانُوْا اَئِمَّتَهُمْ
اَوْ قِيْلَ مَنْ خَيْرُاَهْلِ الْاَرْضِ قِيْلَ:هُمْ

اگر متقی لوگوں کا شمار کیا جائے، تو ان سب کے امام و پیشوا یہی ہیں۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ روے زمین پر سب سے بہتر کون ہے؟ تو جواب ہوگا کہ یہی لوگ۔

لَا يَسْتَطِيْعُ جَوَادٌ بَعْدَ جُوْدِهِمْ
وَلَا يُدَانِيْهِمْ قَوْمٌ وَّاِنْ كَرُمُوْا (۳۷)

ان کی سخاوت کے بعد کوئی بھی سخی سخاوت کی مجال نہیں رکھتا، اور کوئی بھی قوم جود و بخشش میں ان کے گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی، اگرچہ وہ کتنی ہی جود و سخا والی ہو۔

جب ہشام نے یہ سب سنا تو غضب ناک ہوکر فرزدق کو ”عساف“ نامی کنویں میں قید کر دیا (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) جب اس کی خبر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے بہ شفقت و محبت بارہ ہزار درہم فرزدق کے پاس بھیجے اور معذرت کے ساتھ کہا کہ اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو وہ بھی بھیجتا، اس نے یہ کہ کر وہ درہم واپس کر دیے کہ میں نے آپ کی تعریف اللہ و رسول کو راضی کرنے کے لیےکی ہے نہ کہ عطا و بخشش کے لیے۔ حضرت امام نے فرمایا: فرزدق سے کہو کہ اگر تو ہم اہل بیت رسول سے محبت رکھتا ہے

---

(۳۷) دیوان الفرزدق، ص:۵۱۱ تا ۵۱۳، ابو فراس فرزدق، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

تو یہ درہم واپس نہ کرے، کیوں کہ ہم اہل بیت جسے کوئی چیز بخش دیتے ہیں تو اسے ہرگز واپس نہیں لیتے تو فرزدق نے قبول کرلیا۔(۳۸)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

(ولادت: ۱۲۶۵ھ وفات: ۱۳۵۰ھ)

اٰلَ طٰهٰ یَا اٰلَ خَیْرِ نَبِیٍّ
جَدُّکُمْ خِیَرَۃٌ وَاَنْتُمْ خِیَارٌ

☆ اے حضرت فاطمہ اور سید الانبیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آلِ پاک! آپ کے جد امجد بھی افضل ہیں اور آپ بھی افضل ہیں۔

اَذَهَبَ اللّٰهُ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ
قِدْ مَا فَأَنْتُمْ الْاَ طْهَارٌ

☆ اے اہل بیت! اللہ تعالٰی نے آپ کو شروع ہی سے آلودگیوں سے محفوظ رکھا ہے، لہٰذا آپ پاک اور صاف ہیں۔

لَم یَسَل جَدُّکُم عَلی الدِّیْنِ اَجْرًاغَیْرُ
وُدِّ الْقُرْبٰی وَنِعْمَ الْاِجَارٌ

☆ آپ کے جد امجد نے تبلیغ دین پر کچھ اجرت طلب نہیں کی، البتہ رشتہ داروں کی محبت کا حکم دیا، بے شک آپ بہترین پناہ ہیں۔

حُبُّکُمْ جَنَّةٌ لِکُلِّ فُؤَادٍ فِیْهِ
حُبُّ الْاَصْحَابِ وَالْبُغْضُ نَارٌ

☆ آپ کی محبت ہر اس دل کے لیے گلزار ہے جس میں صحابہ کی محبت ہے اور آپ کا بغض آگ ہے۔

---

(۳۸) الصواعق المحرقہ، ص: ۲۳۳، امام احمد بن حجر ھیتمی مکی

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكُم وَاَتَمَّ النُّوْ
رَفِيْكُم وَإِنْ اَبَى الْكُفَّارُ

☆ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ میں نور مکمل فرمائے اگرچہ کافر انکار کریں۔ (۳۹)

امام احمد رضا قادری رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت: ۱۲۷۲ھ وفات: ۱۳۴۰ھ)

غنچہاے قدس پارہاے صحف — اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر سے جس میں پودے جمے — اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر — ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ — حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے — اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا — راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اس شہیدبلا شاہ گل گوں قبا — بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام (۴۰)

حضرت حسن رضا حسنؔ بریلوی

(ولادت: ۱۲۷۶ھ وفات: ۱۳۲۶ھ)

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

---

(۳۹) برکات آلِ رسول، ص:٢٤، علامہ نبھانی، علامہ شرف قادری، رضا اسلامک مشن، بریلی شریف

(۴۰) حدائق بخشش، ج:٢، ص:٦٤، ٦٥، امام احمد رضا قادری بریلوی، رضوی کتاب گھر، دھلی

کس زباں سے ہو بیانِ عزو شانِ اہل بیت
مدح گوے مصطفی ہے مدح خوانِ اہلِ بیت
اُن کی پاکی کا خداے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت
مصطفی عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہل بیت
اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیت
دولت دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر
کربلا میں خوب ہی چمکی دُکان اہل بیت
زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہل بیت
اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے
کون سی بستی بسائی تاجرانِ اہل بیت
اہلِ بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنانِ اہلِ بیت
بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت(۴۱)

* * *

---

(۴۱) ذوق نعت، ص:۳۰، ۳۱، علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی، رضوی کتب خانہ بازار صندل خان، بریلی